© rasailojaraid.com

پولیس اور نظام احتساب کے متعلق قانونی اور شرعی تحقیق

ساجد الرحمن صدیقی کاندھلوی

مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری انڈیا

فرائض اور مختصر تاریخ:

کسی بھی طرز کی ریاست کے قیام کے لئے ناگزیر ہے کہ کچھ افراد اس کام پر متعین کئے جائیں کہ وہ ریاست کے احکام نافذ کریں اور اس امر کی دیکھ بھال کریں کہ لوگ ریاست کے نظم و نسق میں خلل نہ پیدا کریں۔ اور اس کے احکام جاریہ کی خلاف ورزی نہ کریں۔ جیسا کہ ''ڈی اے جرلنگ'' کہتے ہیں:

Some Kind of compulsion has always been necessary in the most primitive communities for securing effective observance of law and order.D.A.Girling; Everyman's Encyclopaedia.Vol.9, P. 645, Edition 1978 .

قانونی نظم و نسق کی بحالی کے لئے اور قانون کے مؤثر نفاذ کے لئے کسی نہ کسی قوت کی قدیم ترین معاشروں میں بھی ضرورت رہی ہے۔

All societies need some.means whereby order is maintained. In the smallest societies lacking written laws, informal sanctions discourage deviation. In Simplest forms of state organization the ruler has agents to enforce his decisions:.

(تمام معاشروں کی یہ ضرورت ہے کہ کوئی ایسا ذریعہ ہو جس سے نظم و نسق قائم رہے بلکہ ان سادہ معاشروں میں بھی جہاں کوئی تحریری قانون موجود نہیں ہوتا، غیر رسمی ہدایات کے ذریعہ قانون سے انحراف کو روکا جاتا ہے۔ بہرحال حکومت کی کوئی بھی سادہ سی ضرورت ہو، حکمران کو ایسے نمائندوں کی ضرورت ہے جو اس کے فیصلے نافذ کر سکیں)

پولیس کے معنی اور ابتدائی تاریخ:

''پولیس کا لفظ لاطینی زبان کے لفظ (Politia) سے بنا ہے جس کے معنی ریاست یا حکومت یا قائم شدہ نظام کے ہیں''۔

"Encylopaedia Britannica, Vol. 14 , P. 662.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(پولیس کی اصطلاح ہر چند کہ نئی ہے مگر شاید اس کا نشو وارتقاء جرمن قبائل کے نسلی گرہوں (Kin groups of the Teutonic Tribes) سے ہوا ہے۔

جہاں تک جدید برطانوی اور امریکی پولیس کا تعلق ہے تو اس کی اصل بنیادیں ان دس مردوں کی جماعت (A group of ten free men Engkon Saxan Tithing) کے نام سے متعارف ہے جو نہ صرف باہم ایک دوسرے کے کردار پر نظر رکھتے تھے بلکہ غلط کارکون (قانون) کے سامنے پیش کر دیا کرتے تھے۔ (Everymen's Encyclopaedia, Vol. 9, Page 645.

''ٹی دھنگ'' جماعت کے بارے میں نوح ویبسٹر (Noah Webster) کہتے ہیں......

''ٹھی دھنگ قدیم انگلش قانون میں سول انتظامیہ کا ایک حصہ تھا جو بنیادی طور پر خاندان کے دس ذمہ دار افراد پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس کا ہر فرد ٹی دھنگ کہلاتا ہے۔ جو ایک کلیسیائی علاقہ کا افسر ہوتا تھا اور ہر سال منتخب کیا جاتا تھا۔ اس کا کام یہ ہوتا تھا کہ عبادت کے دوران چرچ میں نظم ونسق قائم رکھے اور بدنظمی کے خلاف شکایت کرے۔ (Webster's New Twentleth Century Dictionary).

صنعتی انقلاب کے بعد:

انگلستان میں اٹھارویں صدی تک ٹی دھنگ مین بلا تنخواہ منتخب ہوتا یا مقرر کیا جاتا تھا اور وہ ایک کلیسائی حلقہ کا کانسٹیبل قرار پاتا تھا مگر یہ نظام صنعتی انقلاب د(Industrial Revolution) اور اس کے نتیجے میں ظاہر ہونے والی شہری آبادی میں اضافہ کا محتمل نہ ہو سکا۔ اس وقت نظم ونسق کی بحالی کی ذمہ داری اور قانون نافذ کرنے والی قوتیں اس قدر کمزور تھیں کہ وہ لندن اور دیگر علاقوں میں ہونے والے ان ہنگاموں اور ان کے درمیان واقع ہونے والے ان جرائم کی روک تھام بھی نہ کر سکیں۔ جو خود ریاست کے لئے خطرہ بن گئے تھے۔ اس کے نتیجہ میں وہ مرحلہ بھی آ گیا جب قانون نافذ کرنے کے لئے میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور 1829ء میں میٹروپولیٹن پولیس ایکٹ نافذ ہو گیا۔(Metropolitan Police Act) جس کے نتیجہ میں 29 ستمبر 1829 کو لمبے نیلے کوٹ اونچے ہیٹ والی پولیس کو ایک ہزار نفری پر مشتمل دستہ وجود میں آ گیا اور بعد ازاں صوبائی پولیس کے لئے بھی میٹروپولیٹن پولیس ہی نمونہ بن گئی۔ (County and Borough Police Act) کی رو سے جہاں اس امر کے لئے جسٹس متعین ہوئے کہ وہ تنخواہ یافتہ پولیس بھرتی کریں وہاں حکومتی کنٹرول کا بھی ایک ذریعہ میسر آ گیا۔

اگر چہ 1835ء سے واچ کمیٹیاں (Watch Committees) ہی کنٹرول کی ذمہ دار تھیں لیکن ۱۸۸۸ء تک کاؤنٹی پولیس جسٹس آف پیس (Justice of Peace) کے ماتحت ہوا کرتی تھی۔ ۱۸۸۸ء میں لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے تحت اختیارات ہر کاؤنٹی کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک سٹینڈنگ جائنٹ کمیٹی (Standing Joint Committee) کو تفویض کر دیئے گئے جس میں کاؤنٹی کونسلروں اور جسٹسوں کو مساوی نمائندگی حاصل تھی۔

۱۸۲۹ء اور ۱۸۳۵ء میں لارڈ بنگ (Lord Byng) اور لارڈ ٹرنچرڈ (Lord Trenchard) نے میٹروپولیٹن پولیس کی تنظیم نو کی۔ پولیس کو کچھ اضافی ذمہ داریاں سپرد کی گئیں مثلاً ٹریفک پٹرول کے فرائض وغیرہ۔ لارڈ ٹریمز کی اصلاحات کی روشنی میں افسران اعلیٰ کی تربیت کے لئے ایک پولیس کالج کا قیام عمل میں آیا۔ لیکن اس تربیتی پروگرام پر تنقید ہوئی، اور اسے غیر جمہوری کہا گیا۔ اور جب ہنگاموں کے نتیجہ میں اس کالج کو بند کر دیا گیا تو جنگ عظیم دوئم کے بعد نہ کھولنے کا فیصلہ کیا گیا بہر حال پولیس افسران کی تربیت کے لئے ۱۹۴۸ء میں کالج قائم ہوا، جس میں پولیس کے اعلیٰ افسران کو تربیت دی جانے لگی۔

جنگ عظیم دوم کے بعد:

جنگ عظیم کے بعد کے سالوں میں پولیس کے فرائض اور ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور پے در پے کچھ ایسے واقعات رونما ہوئے جس کے نتیجے میں پولیس کی کارکردگی متاثر ہوئی اور پولیس کی دستوری حیثیت اور اس کے انتظام وانصرام اور ذمہ داری اور فرائض کے تعین کے لئے اور یہ جائزہ لینے کے لئے کہ عوام کے ساتھ اس کے تعلق کی نوعیت کیا ہے ایک رائل کمیشن (Royal Commission) قائم کیا گیا۔ جس کی حتمی رپورٹ مئی ۱۹۶۲ء میں پیش کی گئی، اور اس میں پولیس میں باہمی تعاون بڑھانے، تعداد میں کمی کرنے اور پولیس کے خلاف کی جانے والی شکایات پر غور کرنے کا انتظام تجویز ہوا، اور یہ تجاویز انتظامی طور پر زیر عمل لائی گئیں۔ اس کمیشن کے نتیجہ میں پولیس ایکٹ ۱۹۶۴ء میں جو اہم تبدیلی عمل میں آئی وہ یہ تھی کہ پولیس کی عام کارکردگی کے بارے میں سیکرٹری آف اسٹیٹ (Secretary of State) کو پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ قرار دیا گیا۔ (Everyman's Encyclopaedia, Vol. 9, Pages 645-647.

ہم نے اوپر برطانوی پولیس کے بارے میں مختصر سا تاریخی تعارف بیان کیا ہے جس سے برطانوی پولیس کا ارتقاء ظاہر ہوتا ہے۔ بعد میں برطانیہ عظمیٰ کی بین الاقوامی سیادت کے زیر اثر یہ نظام دنیا کے بیشتر ممالک میں نفوذ کرتا چلا گیا۔

اور جب جنگ عظیم دوم کے بعد اتحادیوں نے جرمنی اور جاپان پر قبضہ کر لیا تو انہوں نے ان ممالک میں بھی اینگلو امریکن پولیس کے طرز پر پولیس کا نظام قائم کیا ہے۔

(International Encyclopaedia of the Social Sciences, Vol. 12 Page 175.

طبعی بات یہ ہے کہ پولیس کا یہی نظام ان تمام اسلامی ممالک نے بھی اپنا لیا جو کسی نہ کسی طرح مغربی سامراج کے زیر اثر رہے۔ اور برصغیر پاک وہند تو سو سال تک براہ راست تاج برطانیہ کا زیر نگیں رہا ہے۔ اس لئے یہاں انگریز نے فوج اور پولیس کی تشکیل وتنظیم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر بہت توجہ دی اور دونوں اداروں سے اپنے سامراجی مقاصد کی تکمیل کرتا رہا۔

پولیس کے فرائض:

جہاں تک پولیس کے فرائض کا تعلق ہے وہ دیگر اداروں کی طرح وسیع ہوتے رہے ہیں اور تنوع اختیار کرتے رہے ہیں۔لیکن بہرحال نظم ونسق کا قائم رکھنا اور قانون شکنی کی روک تھام کرنا پولیس کا بنیادی فریضہ ہے۔

(Keeping order and arresting the people break the law.(World Book Dictionary, Page 1612 .

(جرائم کی روک تھام کے ساتھ جان و مال کی حفاظت بھی پولیس کا فریضہ ہے۔(Ibid.)

(It is the function of the police to be on the watch for antisocial conduct and to apprehend the offender as soon as possible.).(World Book Encyclopaedia, Vol .15, Page 546.)

(پولیس کا عمل یہ ہے کہ غیر سماجی کاروائی پر نظر رکھے اور مجرم کو جس قدر جلد ممکن ہو گرفتار کرے۔)

پولیس اپنے فرائض مختلف ممالک میں مختلف طریقوں سے انجام دیتی ہے پولیس کے ارکان راستوں اور سڑکوں پر گشت کرتے ہیں تاکہ جرائم کے واقع ہونے کی روک تھام ہو سکے اور لوگوں کو ان کی مشکلات میں مدد فراہم کر سکے۔اسی طرح پولیس ذرائع مواصلات کو بلا مزاحمت اور بحفاظت جاری رکھنے کے لئے ان کی حفاظت کرتی ہے۔اگر کہیں کوئی خاندانی جھگڑا ہو اس میں بھی پولیس کو طلب کیا جاتا ہے اور کسی حادثہ یا کسی شخص کے گم ہو جانے میں بھی پولیس کی امداد طلب کی جاتی ہے۔زلزلے،سیلاب،آگ لگ جانے یا کسی اور طرح کی مصیبت آجانے میں پولیس ستم رسیدہ افراد کو محفوظ مقامات پر لے جانے کا کام بھی انجام دیتی ہے۔

او ڈبلیو ولسن نے اپنی کتاب میں ایڈمنسٹریشن میں لکھا ہے۔

بحثیت پولیس آفیسر میرا بنیادی فریضہ انسانیت کی خدمت ہے اور وہ اس طرح کہ میں لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کروں۔سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ وفریب میں آجانے سے بچاؤں۔کمزوروں کو ظلم وستم کا شکار ہو جانے سے محفوظ رکھوں۔بدنظمی کو ختم کر کے پرامن حالات برقرار رکھوں اور تمام لوگوں کی آزادی مساوات اور انصاف اور دوسرے حقوق کا تحفظ کروں۔ (O.Willson, Police Administration (Ar.Translation Page. 3,4.)

(Everyman's Encyclopaedia, Vol. 9, Page 645.)-میں مزید اضافہ کر رہی ہے۔

او ڈبلیو ولسن پولیس کے فرائض کی تلخیص کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:''پولیس کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے ایسی قوت اور شوکت کی بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضرورت ہے جس کی مدد سے وہ مجرموں کے دلوں میں رعب پیدا کرسکے اور اس طرح لوگوں سے فوجداری قوانین اور دیگر تنظیمی قوانین کی پابندی کرواسکے۔

بہرحال پولیس کے فرائض کو چار عنوانات میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

ا۔افراد میں ایسے میلانات پیدا ہونے کی روک تھام کرنا جو معاشرے کے خلاف ہیں اور مجرمانہ ذہنیت کی عکاسی کرتے ہیں۔

۲۔مجرمانہ افعال کے واقع ہونے کا سدباب کرنا۔

۳۔مجرموں کو گرفتار کرنا، مسروقہ مال کی بازیابی کرنا، اور مجرموں کے مقدمات تیار کر کے عدالتوں کے سامنے پیش کرنا۔

۴۔حکومتی نظام کی حفاظت کرنا، آمدرفت کے قانون کی پابندی کروانا۔اور دیگر خدمات انجام دینا۔ (O.Willson, Police Adminstration, (Arabic Tranclation), Page 3, 4.)

شرطہ کے لغوی معنیٰ:

''شرطہ'' کا لفظ ''شرط'' سے بنا ہے۔اس کی جمع ''شروط'' اور ''شرائط'' ہے۔اس سے شرطہ (پولیس) بنا ہے جس کی جمع ''شرط'' اور یانسبتی کے ساتھ ''شرطی'' ہے۔

اولاً شرطہ مجاہدین کی اس جماعت کو کہا گیا جو جنگ میں ہراول دستہ کی طرح آگے بڑھتا اور اپنے اوپر یہ شرط عائد کر لیتا تھا کہ مرجائیں گے اور پیچھے نہیں ہٹیں گے اور اس طرح وہ جنگ میں جان کی بازی لگادیتے تھے۔(لسان العرب،۹/۳۰۲)

علامہ زمخشری فرماتے ہیں۔

"الشر طۃ نخبۃ الجیش التی تشھد الوقعۃ اولاً سموا بذالک لا نھم یشتر طون انفسھم للھلکۃ' . (الفائق فی غریب الحدیث ، ۲/۲۳۸)

(لشکر کے وہ منتخب سپاہی جو میدان جنگ میں آگے آگے ہوں اور اپنے اوپر مرنے مارنے کی شرط عائد کرلیں۔)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

"قال الازھری شرطۃ کل شئی خیارہ، ومنہ الشر طہ' لا نھم نخبۃ الجند وقیل ھم اول طائفۃٍ تتقدم الجیش وتشھد الوقعۃ".(۳)

(ازہری کہتے ہیں کہ شرط کی معنیٰ منتخب شے کے ہیں اسی لئے لشکر کے منتخب دستہ کو شرطہ کہا جاتا ہے اور یہ بھی مفہوم بیان کیا گیا ہے کہ لشکر میں دستہ آگے بڑھے اور جان کی بازی لگادے وہ شرطہ کہلاتا ہے۔

اس مفہوم کی وضاحت حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو کہ فتح قسطنطنیہ کے بارے میں ہے کہ مسلمان رومیوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے مقابلہ کے وقت اپنے اوپر یہ شرط لگائیں گے کہ وہ صرف فتح یاب ہی ہوکر لوٹیں گے جب یہ جماعت مقابلہ کرے گی تو لڑتے رات آجائے گی دونوں فریق برابر رہیں گے ،اور کوئی بھی غالب نہ آسکے گا اور اپنے اوپر شرط لگانے والوں کی یہ جماعت فنا ہو جائے گی ۔(وتفنی الشرطۃ)(الفتح الربانی،۵/۲۹)

لین نے اس لفظ کی عمدہ وضاحت کی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

A thing which one has made a condition, you say, خذ شرطستک

Take thou that which thou hast made a condition. Also , and , شرط

, which is the pl.of the former. The cohoice men of the army:and such as compose the first portion of the army that that is present in the war or fight, and prepare for death; (the braves of an army;)

they are Sultan's choice men of the army; and the term 'شرط

'is applied in a trade, to a party making it a condition to die, and not return. unless Victorious: or this appellation, and شرط

which is a rare form, are applied to a body of soldiers; and the pl. is 'شرط

and the pl. is applied to the aids' اعوان

(here app. meaning guards)of the Sultan; ' also is applied to a well-known body of the aids' اعوان

(here meaning a armed attendants, officers, or soldiers,) of the prefects (of the police); pl.شرطه۔

are so called because they assumed to themselves signs or marks, whereby they might be known to the enemies:' صاحب الشرط

signifies. The Governor, or prefect (of the police, or) of a town, or city, or district, or province; to whom formerly pertained both religious and civil affairs;(   )

(Lane: Arabic English Lexicon.)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دورِ رسالت اور دورِ خلافت راشدہ میں پولیس:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد اور میثاق مدینہ کے وجود میں آجانے کے بعد ذات والا صفات ہی تمام اختیارات کا مرکز اور منبع تھی۔ آپ اس نوزائیدہ ریاست کے سربراہ بھی تھے۔ اور پوری دنیا کو فتح کرنے والی انقلابی فوج کے سپہ سالار بھی۔ آپؐ ایک نو بہ نو تشکیل پانے والے معاشرے کے مصلح قائد اور راہنما بھی تھے اور افراد معاشرہ کے معلم اخلاق اور مربی بھی۔ آپ منصف بھی تھے اور قاضی بھی۔

آپ نے وہ فرائض بھی انجام دیے اور صحابہ کرام سے ان کی تکمیل بھی کروائی جن کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ وہ فرائض ہیں جو بعد کے ادوار میں پولیس کے پاس رہے۔ اگرچہ دور نبوت میں ان فرائض کی ادائیگی کو کوئی متعین نام نہیں دیا گیا اور نہ آپ کی نیابت میں اس کام کو انجام دینے والی کوئی مخصوص جماعت مقرر کی گئی۔

آپ نے حیات طیبہ میں کئی مرتبہ بازار کا گشت کیا اور فروخت کی جانے والی اشیاء کی جانچ پڑتال کی کہ وہ دھوکہ اور فریب ہی کے ساتھ تو فروخت نہیں کی جارہی ہے۔

اس نوعیت کی ایک حدیث بھی یہاں نقل کی جاتی ہے۔ **"عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مربرجل بيع طعاماً فسالہ كيف يبيع فاخبره فاوحيى اليه ادخل يدک فيه فادخل يده فيما فاذا هو مبلول فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من غش."** (الفتح الربانی، ۵۹/۵)

(حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو غلہ فروخت کر رہا تھا، آپ نے اس سے نبھاؤ دریافت کیا اس نے بتایا، آپ کو وحی آئی کہ ہاتھ اندر ڈال کر دیکھیں۔ آپ نے ہاتھ اندر ڈالا تو وہ اندر سے گیلا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں ہے)۔

مجرموں کی گرفتاری:

دور رسالت میں جب کوئی شخص کسی مجرم کا ارتکاب کرتا تو صحابہ کرام اسے پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایسی متعدد احادیث ہیں جن میں یہ الفاظ ہیں کہ فلاں شخص نے ایسا کیا اور اسے پکڑ کر آپ کے پاس لایا گیا۔ ایک موقع پر آپ نے خود یہ الفاظ فرمائے کہ "فخذ وا علی یدلہ" اس کے ہاتھ پکڑ لو۔

"عن انس بن مالک ان رجلا من اليهود قتل جارية من الانصار على حلى لهاثم القاها فى قليب وزضنع راسها بالحجارة فاخذ فاتى به النبى صلى الله عليه وسلم فامربه ان يرجم حتى يموت فرجم حتى مات". (الفتح الربانی: ۱۶ /۳۴)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ایک انصاری لڑکی کے زیور چھیننے کے لئے اسے قتل کر دیا اور پتھر سے اس کا سر کچل کر کنویں میں ڈال دیا۔ اسے پکڑا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے حکم دیا کہ موت تک اسے سنگسار کیا جائے۔ چنانچہ اسے پتھر مارے گئے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔)

"عن ابی شریع الخزاعی قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اصیب بدم او خیل ، والخیل الجرح، فهو بالخیار بین احدی ثلاث اما ان یقتص اویا خذا العقل او یعفو فان ارادرابعة فخذوا علی یدیه فان فعل شیأ ذالک ثم عد ابعد فله النار خالدا فیما مخلدا. (صحیح البخاری ، (الطلاق ، الاشارة فی الطلاق والامور)، ۲۷۷/۳ مسند احمد بن حنبل ۱۶۳/۳ الفتح الربانی ۳۴/۱۶).

(ابو شریح الخزاعی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کا کوئی شخص مارا گیا ہو یا زخمی ہوا ہو، اسے تین میں سے ایک بات کا اختیار ہے۔ کہ قصاص لے لے یا دیت لے لے یا معاف کر دے۔ اگر اس نے کسی چوتھی بات کا ارادہ کیا تو اس کے ہاتھ پکڑ لو۔ اور اگر اس نے ان میں سے کوئی بات کر لی اور پھر زیادتی کی تو وہ جہنمی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض جرائم کے الزام میں لوگوں کو محبوس بھی رکھا۔

حبس کی سزا:

آپ نے قرض کی عدم ادائیگی اور اس میں ٹال مٹول پر حبس کا حکم فرمایا اور بعض جرائم پر خود ہی حبس کی سزا دی۔ البتہ ثبوت جرم سے پہلے محض الزام پر سزا اور مار پیٹ کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس سلسلے میں درج ذیل احادیث زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔

۱ . "عن عمرو بن الشرید عن ابیه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لی الواجد یحل عرضه وعقوبته قال ابن المبارک یحل عرضه یغلظ علیهم عقوبته یحبس له ". (سنن ابی داؤد (اردو) ۱۱۰/۳)

(حضرت عمرو بن شرید از والد خود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار آدمی کا قرض ادا نہ کرنا اس کی عزت اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔ ابن المبارک نے فرمایا کہ اس حدیث میں عزت کو حلال کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسے برا بھلا کہا جائے اور سزا سے مراد سزائے حبس ہے۔

۲ . "عن بهز بن حکیم عن ابیه عن جده ان النبی صلی الله علیه وسلم حبس رجلافی تهمة ". (سنن ابی داؤد (القضاء) ۱۱۰/۳ . جامع الترمذی (الحبس فی التهمة) ۶۴۰/۱ سنن النسائی (امتحان السارق) ۶۷/۸).

(بہز بن حکیم از والد خود از جد خود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو تہمت میں حبس میں رکھا۔)

۳ ."عن النعمان بن بشیر رفع الیه نفر من الکلا عیین ان حاکة سرقوا منا فحسبهم ایاما ثم. خلی. سبیلهم فاتوه

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقالوا خليت سبيل هوء لاء بلا امتحان ولا ضرب فقال النعمان ماشئتم ان شئتم اضربهم فان اخرج الله متاعكم فذالك والا اخذت من ظهور كم مثله قالو اهذا حكمك قال هذا حكم الله عزوجل ورسوله صلى الله عليه وسلم". (سنن النسائی بشرح السیوطی (امتحان السارق بالضرب والحبس ، ۶۶/۸ سنن ابی داؤد فی الامتحان بالضرب) ۳۶۴/۳).

نعمان بن بشیر کے پاس بنوکلاع کے کچھ لوگ اپنا مقدمہ لے کر آئے کہ جلاہوں نے ان کا سامان چوری کرلیا ہے۔آپ نے انہیں کچھ روز جس میں رکھااور پھر چھوڑ دیا۔یہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے انہیں بغیر آزمائش اور مار پیٹ کے چھوڑ دیا۔اس پر نعمان نے کہا کہ اگر تم چاہوتو میں انہیں ضرب کی سزادوں۔پھر اگر اللہ نے تمہارا سامان تمہیں دلوادیا تو درست ورنہ میں تمہاری پیٹھوں سے اس کا بدلہ لوں گا۔انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا فیصلہ ہے نعمان نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ اللہ اوراس کے رسول کا فیصلہ ہے۔)

۴۔''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسیروں کو مسجد کے ستون سے باندھ دینے کا حکم فرماتے تھے اور قاضی شریح غریم (نادھندہ مقروض) کو مسجد کے ستون سے باندھنے کا حکم دیتے تھے۔(صحیح بخاری، بحاشیہ الہندی (صلاح ۹۲/۷)

بازار میں خرید وفروخت کے معاملات میں قانون کی خلاف ورزی پر برسر موقعہ سزادی جاتی تھی۔چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ:

۵" لقد رأيت الناس فى عهد النبى صلى الله عليه وسلم يبتاعون جزافاً يعنى الطعام يضربون ان يبيعوه فى مكانهم حتى يؤوه رجالهم .(صحيح البخارى (بحاشيه السندى ،البيوع) ۱۶/۲).

(میں نے عہد نبوی میں دیکھا کہ لوگ غلہ اندازے سے خریدتے پھر اسے اگر اپنے ٹھکانے پر لے جانے سے قبل اسی جگہ فروخت کرتے تو انہیں مار لگائی جاتی)۔

بعض اہم نکات:

احادیث کی تلاش وجستجو کے دوران متعدد ایسی احادیث سامنے آئی ہیں جن سے پولیس کے فرائض واثبات جرم اور اقبال جرم وغیرہ کے بارے میں بہت سے اہم نکات پر روشنی پڑتی ہے۔اس طرح کی تمام احادیث کا اس مقام پر ضبط تحریر میں لانا تو ممکن نہیں ہے۔البتہ ہم بطور مثال چند واقعات واحادیث ذکر کرتے ہیں اور بعض واقعات کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

''حضرت ماعز اور غامدیہ کے زنا کے اعتراف کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایسے سوالات کئے جن سے یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ ان کا اعتراف جنون یا کسی نفسیاتی دباؤ کے تحت نہیں ہے بلکہ وہ فی الواقع اعتراف جرم کرکے سزا پانا چاہتے تھے۔(سنن ابوداؤد، (الحدود) ۵۸۵/۳ (اردو)۔

ایک لڑکا جو کسی کے یہاں ملازم تھا وہ اپنی مالکہ کے ساتھ ملوث ہوگیا۔اس کا باپ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔آپ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے مقدمہ کی تمام تفصیل سننے کے بعد حضرت انیس کو حکم دیا کہ ملزمہ سے پوچھ گچھ کریں اور اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دیں۔ (سنن الدارمی (الاعتراف بالزنا) ۲/۹۸)۔

قیس بن سعد بن عبادہ:

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ بن ولیم انصاری بہت جلیل القدر صحابی تھے عرب کے بہادر جری اور جنگی تدبیروں سے آشنا تھے۔

(الاستعیاب فی معرفة الاصحاب ۹/۱۷۰، (حاشیہ الاصابہ).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیس بن سعد کو اس کام پر مقرر فرمایا تھا کہ وہ محبوس کریں کسی کو ماریں اور کسی کو پکڑ لیں۔

(تحفة الاحوذی ۱۰/۳۴۹).

چونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض ہیں۔ اس لئے حضرت انس بن مالک نے انہیں ''صاحب الشرط'' سے تشبیہ دی۔ چنانچہ روایت ہے کہ.....

''عن انس ان قیس بن سعد کان یکون بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلة صاحب الشرطة من الامیر''.

(صحیح البخاری بحاشیہ السندی ۴/۲۳۶. تحففة لا حوذی ۱۰/۳۵۰ (المناقب) کتاب الاحکام).

حضرت قیس بن سعد کے بارے میں حضرت انس کی مذکورہ حدیث سے اس امر کی وضاحت ہوگئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیس کو ان کاموں کے لئے مقرر کیا تھا اور وہ آپ کی نیابت میں مجرموں کو گرفتار کرنے انہیں سزا دینے اور ضرب لگانے کی فرائض انجام دیتے تھے۔ اگر چہ حیات طیبہ میں حضرت قیس کو ان فرائض کی انجام وہی کے لئے کوئی متعین اصطلاح وضع نہیں کی گئی تھی اور اس وقت ''شرطہ'' یا ''صاحب الشرطہ'' کے لفظ کا بھی اطلاق نہیں ہوا تھا بلکہ بقول حافظ ابن حجر یہ اصطلاح دور اموی میں متعارف ہوئی لیکن چوں کہ حضرت قیس نے وہ فرائض انجام دیئے جو بعد میں صاحب الشرط کے فرائض قرار پائے۔ اس لئے حضرت انس نے انہیں ''صاحب الشرطہ'' سے تشبیہ دی، اور فرمایا کہ اس کا منصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ایسا تھا جیسا کہ کسی امیر کے یہاں صاحب الشرطہ کا ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مجرموں کی گردن اڑانے کے لئے بھی بعض افراد مقرر کر دیئے گئے تھے۔ اور حضرت زبیر، حضرت علی، مقداد بن الاسود، محمد بن مسلمہ، عاصم بن ثابت اور ضحاک بن سفیان کلابی اس خدمت کو انجام دیا کرتے تھے۔ (سیرۃ النبی، ۲۲/۷۸)۔

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضرت مغیرہ بن شعبہ آپ کی حفاظت کے لئے آپ کے پاس تلوار لئے کھڑے رہے۔ (زاد المعاد ۱/۳۲، گوہر رحمان، اسلامی ریاست، ۳۰۶)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عہد فاروقی:

حضرت عمر فاروق تاریخ عالم کے انتہائی مدبر، جزرس اور پیش بین حکمران تھے۔ انہوں نے اسلامی حکومت کی جس طرح تاسیس کی تھی اس میں بڑی جامعیت اور ہمہ گیری پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ریاست وحکومت کے ہر پہلو میں ایسے کارنامے انجام دیئے کہ تاریخ عالم میں ان کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

حضرت عمر پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے باقاعدہ فوج تیار کی، ان کے ناموں اوران کی تنخواہوں کے اندراج کئے۔ نظام عدل کی تاسیس کی، عدلیہ کا انتظامیہ سے جدا مستقل طور پر ترقی دی اور ''احتساب'' اور ''عس'' کا وسیع نظام قائم کیا۔ اس طرح حضرت عمر ہی پہلے خلیفہ ہیں جن کے عہد میں ''الشرط'' پولیس وجود میں آئی۔ جس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور خلافت میں زیادہ ترقی پائی۔

چنانچہ عبداللہ بن مسعود جو حضرت عمر کے مقرر کردہ عامل تھے انہیں جب ایک جرم کی رپورٹ ملی تو انہوں نے فوراً الشرطہ کو مجرمین کے گرفتار کرکے لانے کے لئے روانہ کردیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا انتقال حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں ۳۲ھ میں ہوا ہے۔ (تہذیب التہذیب ۶/ ۲۷، البدایۃ والنہایۃ ۷/۱۶۲)۔

عن ابی وائل عن معیر السعدی قال خرجت اسقی فرسالی فی السحر فمررت بمسجد بنی حنیفة وهم یقولون ان مسیلمة رسول الله صلی الله علیه وسلم فاتیت عبدالله بن مسعود فاخبرته فبعث الشرطة فجاوابهم فاستتمابهم فتابوا فخلی سبیلهم وضرب عنق عبدالله بن النواحة فقالوا اخذت قوماً فی امرٍو واحد فقتلت بعضهم وترکتب بعضهم قال انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم وقدم علیه هذا وابن اثال بن حجر فقال اتشهد ان انی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال النبی آمنت بالله ورسله ولو کنت قاتلاً وفداً لقلت کما قال فلذاقتلته "'. (مسند احمد بن حنبل ۱/۴۰۴، سنن دارمی ۲/۱۵۳، السیر).

معیر السعدی سے مروی ہے کہ میں صبح سویرے اپنے گھوڑے کو پانی پلانے نکلا تو میرا گزر مسجد بنی حنیفہ سے ہوا، وہاں لوگ کہہ رہے تھے کہ مسلیمہ خدا کا رسول ہے۔ اس پر میں عبداللہ بن مسعود کے پاس آیا اور انہیں بتلایا۔ انہوں نے شرطہ بھیجا اور وہ انہیں گرفتار کرکے لے گئے حضرت عبداللہ نے ان سے توبہ کرائی انہوں نے توبہ کرلی تو انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور ان میں سے عبداللہ بن نواحہ کی گردن اڑادی۔ اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ نے ایک ہی معاملہ میں کچھ لوگوں کو گرفتار کیا اور ان میں سے کسی کو چھوڑ دیا اور کسی کو مار دیا۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ یہ شخص اور ابن اثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور جب آپ نے ان دونوں سے پوچھا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں رسول خدا ہوں تو ان دونوں نے کہا تھا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسلیمہ اللہ کا رسول ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں اور اگر میں کسی وفد کو قتل کرنے والا ہوتا تو تم دونوں کو قتل کردیتا۔ اسی لئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔

''ابو شجرہ نامی ایک شخص جو مرتد ہو گیا تھا، حضرت عمر کے پاس آیا اور ان سے طلب حاجت کی۔ حضرت عمر نے اس کے سر پر کوڑے سے ضرب لگائی وہ بھاگ کر اپنی قوم میں واپس آیا اور کہا کہ میں عمر اور اس کی شرطہ سے بھاگ کر آیا ہوں۔ علامہ شبلی نعمانی الفاروق میں تحریر کرتے ہیں:

''پولیس کا صیغہ مستقل طور پر قائم ہو گیا تھا۔ اور اس وقت اس کا نام ''احداث'' تھا۔ چنانچہ افسران پولیس کو ''صاحب الاحداث'' کہتے تھے۔ بحرین پر حضرت عمر نے قدامہ بن مظعون اور حضرت ابوھریرہ کو مقرر کیا تو قدامہ کو تحصیل مالگذاری کی خدمت دی اور حضرت ابوہریرہ کو تصریح کے ساتھ پولیس کے اختیارات دیئے۔ (الفاروق ۱/۳۴)۔

عہد فاروقی میں بہت سی مثالیں ایسی ملتی ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خود حضرت عمر ان فرائض کو انجام دیتے رہے اور ان فرائض سے متعلق آپ نے وقتاً فوقتاً بڑی واضح ہدایات جاری فرمائی ہیں۔ اور بعض مقامات پر ایسے اصول ملتے ہیں جو آج کے پولیس کے نظام میں ترقی یافتہ اور جدید سمجھے جاتے ہیں۔

چنانچہ ایک موقعہ پر حضرت عمر نے یہ اصول بیان فرمایا کہ ''قاتلوں کو گرفتار کرلاؤ اور کوئی شخص انہیں پناہ نہ دے'' مجرم کو پناہ دینا بذات خود ایک جرم ہے اور حضرت عمر نے اس کی بڑی واضح الفاظ میں ممانعت فرمائی۔ حضرت عمر کے ہاتھ میں کوڑا رہتا اور اکثر اسے وہ بطور تنبیہ اٹھالیا کرتے تھے۔

حضرت اُم ورقہ ایک بڑے رتبہ والی صحابیہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے جہاد میں شرکت کر کے زخمیوں کی دیکھ بھال اور بیمار مجاہدوں کی تیمارداری کرنے کی درخواست کی اور تمنا ظاہر کی کہ شاید اس طرح مجھے درجہ شہادت نصب ہو۔ ان صحابیہ کے پاس ایک غلام تھا۔ اور ایک باندی انہوں نے ان دونوں کو مدبر کر دیا تھا۔ یعنی وہ دونوں آپ کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائیں گے۔

ان دونوں سے صبر نہ ہوسکا۔ اور ان کے مرنے کا انتظار نہ کر سکے اور ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹ کر مار دیا اور فرار ہو گئے۔ حضرت عمر نے اعلان فرمایا کہ ان دونوں کو کوئی پناہ نہ دے اور جہاں ملیں گرفتار کر کے لائیں۔ چنانچہ وہ پکڑ کر لائے گئے۔ آپ نے انہیں قتل کروا کر پھانسی پر لٹکوا دیا۔ پھانسی کی سزا بطور تعزیر دی کیونکہ انہوں نے اپنی محسنہ کو بے دردی اور بے رحمی سے قتل کیا تھا۔

ہم یہ روایت یہاں نقل کرتے ہیں:

''عن ام ورقة بنت عبدالله بن الحارث ان النبی الله كان يزروها كل جمعة وانها قالت يانبی الله يوم بدر آتا ذن فاخرج معک امرض مرضاكم واداوی جرحاكم لعل الله يهدی لی شهادة قال قری فان الله عزوجل يهدی لک شهادة وكانت اعتقت جارية لها وغلا ماعن دبر منها فطال عليها فغماها فی القطيفة حتی ماتت وهربا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فاتی عمر فقیل له ان ام ورقة قتلها غلا مها وجاریتها وهربا فقام عمر فی الناس فقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یزورام ورقة ویقول الطلقوا نزور الشهیدة وان فلانة جاریتها وفلا نا غلا مها غما ها ثم هر با فلا یوو فیهما احد ومن وجد هما فلیات بهما فصلبا فکانا اول مصلونین ." (الفتح الربانی ۱۶ / ۳۲).

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث سے ملاقات کے لے تشریف لے جاتے تھے۔انہوں نے بدر کے موقعہ پر عرض کی کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں۔ آپ کے مریضوں کی تیمارداری کروں اور زخمیوں کی دوا کروں۔شاید اللہ تعالیٰ شہادت نصیب فرمائے۔اس پر آپ نے فرمایا انتظار کریں اللہ آپ کو شہادت ہی نصیب فرمائے گا۔ان کی ایک باندی اور ایک غلام تھا انہوں نے دونوں کو اپنی موت کے بعد آزاد قرار دے دیا تھا۔انہیں ان کی موت کا انتظار طویل معلوم ہوا اور دونوں نے ان کو چادر میں لپیٹ کر گلا گھونٹ دیا اور وہ مرگئیں اور یہ دونوں فرار ہو گئے ۔اس موقعہ پر حضرت عمر نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ورقہ سے ملنے جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے ہم شہید کی زیارت کے لئے چلتے ہیں۔ان کی باندی اور غلام نے انہیں گلا گھونٹ کر مار دیا ہے اور فرار ہو گئے ہیں کوئی شخص ان دونوں کو پناہ نہ دے اور جس کو مل جائیں وہ پکڑ کر لے آئے آپ نے ان دونوں کو پھانسی دی اور یہ اسلام میں پہلے افراد تھے جنہیں پھانسی کی سزا دی گئی۔

حضرت عمر فاروق کے زمانے میں ایک عورت ایک انصاری نوجوان پر فریفتہ ہوگئی لیکن وہ نوجوان اپنا دامن بچاتا رہا۔جس پر اس عورت نے یہ فریب کیا کہ انڈے کی سفیدی اپنے کپڑوں اور جسم پر لگائی اور چلاتی ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی اور کہا کہ اس شخص نے مجھے رسوا کر دیا اور میرے اوپر غالب آ گیا۔جس کے اثرات میرے اوپر موجود ہیں۔اس پر حضرت عمر فاروق نے عورتوں سے پوچھ گچھ کی تو انہوں نے کہا کہ اس کے کپڑوں اور جسم پر منی کے نشانات ہیں۔اس پر حضرت عمر فاروق نے اس نوجوان پر سزا جاری کرنے کا ارادہ کیا۔جس پر وہ نوجوان گڑ گڑانے لگا۔اس نے کہا کہ اے امیر المومنین میرے معاملے میں تحقیق کر لیجئے۔میں نے کسی برائی کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔پہلے عورت نے ہی مجھے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میں ہر حال میں پاکدامن رہا۔اس پر حضرت عمر نے حضرت علی سے رائے طلب کی۔حضرت علی نے تیز گرم پانی منگوایا اور وہ کپڑوں پر لگی ہوئی سفید پر ڈالا اور اسے سونگھ کر دیکھا اور عورت کو بھی سرزنش کی تو اس نے بھی اپنے فریب کا اعتراف کر لیا۔

مذکورہ بالا واقعات جرم کے بارے میں پولیس تحقیق اور ماہر کی رائے "Expert opinion" اور کیمیائی تجزیہ حاصل کرنے کے بارے میں بہترین راہنمائی فراہم کرتا ہے۔اس واقعہ میں حضرت عمر فاروق نے جرم کے وقوع کی تحقیق کی اور کپڑوں پر لگے ہوئے نشانات کے بارے میں حضرت علی کی ماہرانہ رائے طلب کی حضرت علی نے تجرباتی تحقیق کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ کپڑوں پر لگے ہوئے نشانات منی کے نہ تھے۔کیونکہ انڈے کی سفیدی پر گرم پانی ڈالا جائے تو وہ سکڑ جاتی ہے۔جب کہ انسانی منی پر گرم پانی ڈالنے سے بہہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاتی ہے۔اوراس کے ساتھ ہی حضرت علی نے اس عورت کوڈرادھمکا کراس سے اعتراف جرم بھی کروالیا۔(الطرق الحکمۃ ،ص ۴۸)۔

حضرت عمر ریاست کے تمام معاملات کی دیکھ بھال کرتے تھے۔لوگوں کے مصالح کی تکمیل کے لئے رات کو بیدار رہتے اورگشت کرتے تھے۔آپ نے رات کے وقت اس امر کے لئے کہ کوئی جرم واقع نہ ہواور کوئی ضرورت منداپنی کسی احتیاج سے پریشان نہ ہو۔باقاعدہ نظام عس کی بنیاد قائم کردی تھی۔

ایک دفعہ جب آپ کو یہ اطلاع ملی کہ ابومحجن ثقفی اوران کے احباب مےنوشی میں مشغول ہیں تو حضرت عمران کی گھر داخل ہوگئے۔بعد میں آپ کوعلم ہوا کہ خبر درست نہیں تھی۔(مصنف عبدالرزاق ۱۰/۲۳۲،تفسیر القرطبی ۱۶/۳۳۳)۔

اور ایک مرتبہ آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کوساتھ لے کررات کے گشت پر نکلے اور ربیعہ بن امیہ بن خلف کے گھر پہنچے جواس وقت شراب پی رہے ہیں حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے پوچھا کہ کیا کیا جائے۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے جواب دیا کہ یہ ''لاتجسسو'' کے حکم میں آتا ہے۔یہ سن کر حضرت عمر وہاں سے لوٹ آئے۔(مصنف عبدالرزاق ۱۰/۲۳۱، تفسیر القرطبی ۱۶/۳۳۳)۔

حضرت عمر نے شفاء بنت عبداللہ کو بازار کا عامل (نگران) بھی مقرر کیا تھا۔(الاستیعاب (علی ہامش الاصابہ) ۱۳/۵۶،موسوعہ فقہ عمر (درلفظ امارہ)۔

اوراسی طرح ایک عمر رسیدہ صحابیہ تھیں جن کا نام سمراء بنت نہیک اسدیہ تھاوہ بھی حضرت عمر کے زمانے میں کوڑا لے کر بازار میں گشت کرتی تھیں اورامر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتیں اوراس پر لوگوں کو مارا کرتی تھیں۔(الاستیعاب ۱۳/ ۴۵موسوعۃ فقہ عمر درلفظ امارہ)۔

جیل خانہ کی ایجاد:

علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں کہ:اس صیغے میں حضرت عمر کی یہ ایجاد ہے کہ جیل خانے بنوائے ورنہ ان سے پہلے عرب میں جیل خانے کا نام ونشان نہ تھا۔اور یہی وجہ تھی کہ سزائیں سخت دی جاتی تھیں۔حضرت عمر نے اول مکہ معظمہ میں صفوان بن امیہ کا مکان چار ہزار درہم میں خریدااوراس کو جیل خانہ بنایا۔پھراوراضلاع میں بھی جیل خانے بنوئے۔علامہ بلاذری کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ کوفے کا جیل خانہ نرسل سے بنا تھا۔اس وقت تک صرف مجرم قید خانے میں رکھے جاتے تھےاور جیل خانے میں بھیجوائے جاتے تھے۔

جیل خانہ تعمیر ہونے کے بعد بعض سزاؤں میں تبدیلی ہوئی مثلاً ابومحجن ثقفی بار بار شراب پینے کے جرم میں ماخوذ تھے تو اخیر دفعہ حضرت عمر نے اس کوحد کی بجائے قید کی سزا دی۔(الفاروق ۳۴۶،۳۴۷)۔

حضرت علی کا دور:

حضرت علی کے زمانے میں الشرطہ نے زیادہ وسعت اختیار کرلی تھیں۔صاحب الشرطہ ہر وقت حاضر رہتا اور شب وروز میں ہر وقت آپ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے احکام کی تنفیذ کے لئے تیار رہتا تھا۔(عبدالمنعم صالح العلی ، دفاع عن ابی ھریرہ ۱۸۵ بغداد ، الطبعته اولا ولی ۱۹۷۳ء)۔
قیس بن سعد بن عبادہ جو حضرت انس کے بقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صاحب الشرطہ کے درجہ میں تھے، انہیں حضرت علی نے مصر میں اپنا عامل مقرر کیا تھا۔قیس بن سعد بن عبادہ حضرت علی کے عہد میں امیر لشکر بھی رہے۔ان کے پاس الشرطہ کے نام سے بارہ ہزار نفری پر مشتمل ایک نیم عسکری دستہ تھا۔جو عسکری مہمات کے علاوہ پولیس کے فرائض بھی انجام دیتا تھا۔یہ دستہ ان کے پاس حضرت علی کی وفات کے بعد بھی باقی رہا۔(تھذیب التھذیب ۳/۱۷۷، ۴/۳۳۱)۔
ایک صاحب خلاس بن عمرو البصری اور شریح ہانی المذحجی بھی حضرت علی کے والی شرطہ تھے۔(تھذیب التھذیب ۳/۱۷۷، ۴/۳۳۱)۔
حضرت علی کے زمانے میں ''عامل شرطہ'' کی اصطلاح بھی وجود میں آگئی تھی۔اور انہوں نے عامل شرطہ کو بلا کر انہیں حکم دیا کہ میں تمہیں وہ کام سپرد کر رہا ہوں جو رسول اللہ نے میرے سپرد کیا تھا کہ میں بت اور مجسمے توڑ ڈالوں اور قبریں برابر کر دوں۔
''عن حنش الکنانی عن علی انه بعث عامل شرطة فقال له اتدری علی ما ابعثک علی ما بعثنی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ان انعت کل یعنی صورة وان اسوی کل قبر''۔(مسند احمد بن حنبل ۱/۱۵۰)۔
(حنش الکنانی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے اپنے عامل شرطہ کو روانہ کیا اور ان سے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہیں ایک ایسے فرض کی ادائیگی کے لئے بھیج رہا ہوں جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا۔کہ میں تمام مجسمے اور بت)۔توڑ ڈالوں اور قبریں برابر کر دوں)۔
''عن کعب بن علقمة حدثنی مولی لعقبة بن عامر قلت لعقبة بن عامر ان لنا جیرانا یشربون الخمر قال استر قال ما استر علیهم اریدان اذهب اجینی بالشرطة علیهم قال فقال له عقبة ویحک مهلا علیهم سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم من رای عورة فسترها کان کمن استحیا موردة من قبرها .'' (سنن ابی داؤد .(الستر علی المسلم) ۴/۱۴۶، ۲۵۳)۔
کعب بن علقمہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عقبہ بن عامر کے مولیٰ نے بیان کیا کہ میں نے عقبہ بن عامر کو بتایا کہ ہمارے پڑوسی شراب پی رہے ہیں انہوں نے کہا کہ ان کی پردہ پوشی کرو، مولی نے کہا میں پردہ پوشی نہیں کروں گا بلکہ میں سوچ رہا ہوں کہ شرطہ کو بلا کر لاؤں۔عقبہ نے کہا برا ہو تیرا۔
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کا عیب دیکھا اور پھر اس کی پردہ پوشی کی وہ ایسا ہو گیا جیسا کہ کسی نے زمین میں زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو اس کی قبر سے زندہ اٹھا دیا۔
ایک نوجوان نے حضرت علی کے پاس شکایت کی کہ فلاں فلاں لوگ میرے والد کو لے کر تجارتی سفر پر روانہ ہوئے تھے وہ خود تو واپس آ گئے ہیں مگر میرا باپ واپس نہیں لائے میں نے ان سے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ راستے میں مر گیا۔میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے ان سے اس کے مال کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا ہے۔ حضرت علی نے اسی وقت پولیس کا دستہ منگوایا اور ان میں سے ہر ایک شخص کو دو پولیس والوں کے سپرد کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ ان میں سے کسی کو ایک دوسرے سے ملنے نہ دیا جائے اور نہ باتیں کرنے دیں پھر اپنے کاتب کو بلوایا کہ وہ اس مقدمے کی کاروائی لکھتا جائے۔ پھر حضرت علی ان میں سے ہر ایک کو بلوا کر تحقیق کرتے رہے کہ یہ شخص کس دن تمہارے ساتھ روانہ ہوا تھا؟ کہاں کہاں تم ٹھہرے تھے؟ کس بیماری میں مرا تھا؟ کس نے غسل دیا تھا؟ کس نے نماز جنازہ پڑھائی تھی؟ کس نے دفن کیا تھا؟ اور اس کے مال و اسباب کا کیا ہوا؟ ہر شخص سے فرداً فرداً اسی طرح تفتیش کی گئی۔ اور ساتھ ہی حضرت علی ہر ایک کہتے تھے۔ کہ سچ بول کر ہی تمہاری جان بچ سکتی ہے۔ اس ساری کاروائی کے بعد حضرت علی نے انہیں قید میں بھیجنے کا حکم دے دیا اور بلند آواز سے حضرت علی اور موجود سب لوگوں نے اللہ اکبر کہا جس سے باقی سب لوگوں کو یہ تاثر ہوا کہ ہمارے ساتھی نے اقرار کر لیا ہے۔ غرض اسی طرح حضرت علی نے سب سے اقرار کرا لیا اور ان سب سے مقتول کی دیت بھی وصول کی اور اس کا مال بھی واپس لیا۔ (الطرق الحکمیہ ص ۴۹ /۴۸)۔

حضرت علی کے زمانے میں پولیس کی موجودگی پر ایک اور واقعہ سے بھی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس واقعہ میں پولیس کے لئے ''عس'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ واقعہ کی نوعیت اس طرح ہے کہ حضرت علی کے زمانے میں ایک شخص کو ایک غیر آباد مکان سے اس طرح گرفتار کیا گیا کہ اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی اور ایک مقتول کی لاش اس کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ جب اس قتل کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ قتل میں نے کیا ہے۔ لوگ اسے قتل کرنے کے لئے لے جانے لگے تو ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہا اے لوگو جلدی نہ کرو۔ اور حضرت علی کے پاس لے چلو۔ حضرت علی کے پاس جا کر اس دوسرے شخص نے کہا کہ مقتول کو اس شخص نے قتل نہیں کیا بلکہ میں نے قتل کیا ہے۔ اس پر حضرت علی نے پہلے شخص سے پوچھا کہ تم نے یہ کیسے کہا کہ تم نے قتل کیا ہے اور تم نے اپنے آپ کو قاتل کیوں بنایا۔ اس نے کہا کہ دراصل میں قصاب ہوں۔ صبح سویرے میں نے گائے ذبح کی اور اس کی کھال اتارنے لگا۔ اسی دوران مجھے پیشاب کی شدت محسوس ہوئی تو میں اس ویرانے میں پیشاب کرنے چلا گیا۔

پیشاب کر کے دیکھا کہ لاش پڑی ہوئی ہے اور میرے ہاتھ میں اسی طرح خون آلود چھری تھی۔ میں پریشانی کی حالت میں یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ پولیس (عس) پہنچ گئی۔ میں نے محسوس کیا کہ اب میری کوئی بات نہیں سنی جائے گی تو میں نے قتل کا اعتراف کر لیا۔

(الطرق الحکمیہ، ص ۵۵)۔

عہد اموی میں شرطہ:

مسلح لوگوں کا وہ دستہ جس سے خلیفہ یا ولی امن و امان قائم رکھنے، نظم و نسق، بحال رکھنے اور جرائم پیشہ اور فساد پیدا کرنے والے لوگوں کو گرفتار کرنے کا کام دیتا ہے اس کے علاوہ ان کے کچھ فرائض بھی تھے جن کا مقصود لوگوں کی حفاظت اور ان کے اطمینان کا حصول تھا ان کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شرطہ اس لئے کہا گیا کہ ان کے لباس پر کچھ علامتیں لگی ہوتی تھیں جن سے یہ پہچانے جاتے تھے۔

رات کے وقت شہریوں کی حفاظت اوران کی چوکیداری کا نظام سب سے پہلے حضرت عمر نے قائم کیا۔ حضرت علی کے زمانے میں شرطہ کی باقاعدہ تنظیم ہوئی اور اس کے سربراہ کا نام صاحب الشرطہ تجویز ہوا۔ شرطہ کا یہ قائد اس وقت کسی ایسے آدمی کو مقرر کیا جاتا تھا جو لوگوں میں ممتاز صاحب خاندان اور قوت والا ہو۔ یہ امن وامان قائم رکھنے میں اس مسلح جماعت کے سربراہ کے فرائض انجام دیتا تھا۔ جو امن وامان کے قائم رکھنے میں خلیفہ یا ولی کی امداد کرتی تھی۔ اولاً شرطہ عدلیہ کے ماتحت تھا اور عدالتی فیصلوں کو نافذ کرنا اور حدود جاری کرنا اس کی ذمہ داری تھی۔ لیکن بعد میں یہ محکمہ قضا سے علیحدہ ہوگیا اور صاحب الشرطہ کا کام جرائم کی روک تھام قرار پایا۔

دور عباسی اور اندلس کے اموی دور میں حدود کا اجراء بھی صاحب الشرطہ کی ذمہ داری تھی۔

(جرحی زیدان ،تاریخی التمدن الاسلامی ، ۱/۲۴۳).

۲۰ھ میں جب اہل عرب نے مصر فتح کرلیا تو اس وقت فسطاط شہر میں پولیس موجود تھی۔ (تاریخ الاسلام ، ۱/۶۰).

ہشام بن عبدالملک (۱۰۵۔۱۲۵) نے ایک محکمہ "نظام الاحداث" کے نام سے قائم کیا تھا۔ اس محکمہ کا سربراہ کئی ایک ذمہ داریاں انجام دیتا تھا۔ اور ایسے عسکری فرائض بجالاتا تھا جو امیر لشکر اور شرطہ کے درمیان امور وسط متصور ہوتے تھے۔

۱۲۳ھ میں صاح بن علی نے ایک فوجی چھاؤنی قائم کی اور اس کے ساتھ ہی شاہی شرطہ کے لئے ایک علیحدہ مرکز قائم کیا اور اس کا نام دارالشرطۃ العلیا رکھا۔ اسی طرح اس نے الفسطاط میں پولیس مرکز قائم کیا جو دارالشرطۃ السفلی کہلایا۔ غرض اس طرح اس کے دور میں شرطہ کی دو قسمیں ہوگئیں۔

۱. الشرطة السفلى. جس کا مرکز الفسطاط تھا۔

۲. الشرطة العليا. جس کا مرکز فوجی چھاؤنی تھا۔ (تاریخ الاسلام ، ۱/۴۶).

بنی امیہ کے عہد ہی میں اندلس میں اس محکمہ کی عظمت بڑھ گئی تھی اور وہاں اس کے دو شعبے بنا دیئے گئے تھے۔

الشرطه الكبرى. (بڑی پولیس)۔

الشرطه الصغير. (چھوٹی پولیس)۔

اس طرح پولیس کے دو محکمے وجود میں آگئے۔ بڑا محکمہ اور چھوٹا محکمہ۔ اوران کی یہ تقسیم ان کے اختیارات کی تقسیم اور فرق کی بناء پر تھی۔ چنانچہ الشرطۃ الکبریٰ کے اختیارات معززین شہر، عوام اوران تمام طبقوں پر محیط تھے۔ جن کا کسی طرح اقتدار اور حکومت سے تعلق ہو۔ یہ محکمہ افسران اور کارکناں حکومت کے اعمال پر بھی نظر رکھتا اوران کی بدعنوانیوں کی روک تھام کرتا تھا۔ اس محکمہ کے اعلیٰ افسر کی کرسی شاہی محل کے دروازے کے پاس رکھی جاتی تھی اور لوگ بنچوں پر اس کے سامنے بیٹھتے تھے اور اس کی اجازت ہی سے وہاں سے ہٹتے تھے۔ یہ عہدہ حکومت کے بڑے بڑے لوگوں ہی کو ملتا تھا۔ حتیٰ کہ یہ وزارت وحجابت کا پیش خیمہ یا نشانی ہوتا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(مقدمہ ابن خلدون، ۲/۳/۷ (اردو) انگریزی ترجمہ ۲/۷، ۳۷، ۳۸)۔

دورِ عباسی میں شرطہ (پولیس):

عباسی عہد میں نظام شرطہ زیادہ وسعت اختیار کر گیا اور عباسی عہد کے اہم اداروں میں متصور ہونے لگا۔(تاریخ الاسلام ۲/۱/۲۷).

پولیس افسر بعض معاملات میں فوج کے سربراہ کے ماتحت ہوتا۔ اس کا فریضہ یہ تھا کہ شروع ہی سے جرائم کی تمام تفصیلات کی تحقیق کرے اور اس کے بعد سزائیں جاری کرے۔ شریعت (قضا) میں الزامات پر غور اس لئے کیا جاتا ہے۔ کہ مجرموں کو ثبوت جرم کے بعد سزائیں دی جائیں اور سیاست (انتظامیہ) میں اس کا مقصود جرائم کی پوری تحقیق اور قرآئن کی موجودگی میں مجرموں سے ڈرا دھمکا کر جرائم کا اقرار کرائے اور عام مصلحت پر عمل کیا جائے۔ لہٰذا وہ حاکم جو تحقیقات کا ذمہ دار ہوتا اور اس کے بعد قرار واقعی سزائیں دیتا اور قاضی کے فیصلوں پر عمل کراتا۔ ''صاحب الشرطہ'' کہلاتا تھا۔ کبھی یہ صاحب الشرطہ قصاص و تعزیرات کے معاملہ میں خود ہی ذمہ دار ہوتا اور قاضی کے ماتحت نہیں ہوتا تھا۔(تاریخ الاسلام ۲/۱/۲۷).

افریقہ میں پولیس کے سربراہ کو ''حاکم (MAGISTRATE) کہا جاتا تھا جب کہ اسپین میں ''صاحب المدنیہ (TOWN CHIEF) نام تھا اور مصر میں ترکوں کی حکومت میں اسے ''والی'' (GOVERNOR) کہتے تھے۔(مقدمہ ابن خلدون ،۲/۲/۷).

الماوردی نے پولیس کے فرائض الولایۃ علی حروب المصالح کے عنوان کے تحت بیان کئے ہیں۔(مقدمہ ابن خلدون ۲/۲/۷، (انگریزی ترجمہ): ۳۵).

صاحب الشرطہ کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جاتا تھا جو قوم میں ممتاز حیثیت اور عصبیت اور قوت والا ہو۔ بہر حال ''صاحب الشرطہ'' کا کام یہ تھا کہ وہ امن وامان قائم رکھتا اور قانون شکنی کرنے والوں اور بدنظمی پیدا کرنے والوں کو گرفتار کر لیتا تھا۔(الماوردی ،الاحکام السلطانیہ ص ۵۵).

شرطہ کے دو محکمے:

۱۳۲ھ میں مصر میں الشرطہ کے دو محکمے وجود میں آ گئے......

الف: الشرطہ السفلی

ب: الشرطۃ العلیا

جوہر صقلی نے مصر فتح کرنے کے بعد ''الشرطہ العلیا'' کو فوجی چھاؤنی سے منتقل کر کے قاہرہ میں اس کا مرکز بنا دیا۔ ابن وقاق نے بیان کیا ہے کہ جس روز جوہر مصر پہنچا اسی روز ''صاحب الشرطہ'' کا انتقال ہو گیا تو جوہر نے یہ فریضہ جیر کے سپرد کیا۔ البتہ ''دار الشرطۃ السفلی'' اسی طرح فسطاط میں رہا اور یہ محکمہ عروقہ بن ابراہیم اور شبلی معرضی کے سپرد ہوا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اندلس کا نظام شرطہ:

اندلس میں شرطہ کا ادارہ پہلے ہی خاصی ترقی کر چکا تھا اور الشرطۃ الکبریٰ اور الشرطۃ الصغری کے نام سے دو محکمے قائم ہو چکے تھے جب عبدالرحمن الناصر حکمران ہوا تو اس نے الشرطۃ الوسطی کے نام سے ایک تیسرے محکمہ کی داغ بیل ڈالی۔جس کا فریضہ یہ مقرر ہوا کہ وہ متوسط طبقوں یعنی تاجروں اور کارخانے داروں اور قابل عزت پیشے والے اساتذہ اور اطباء وغیرہ کے معاملات کی نگرانی کرے۔اپنے عہد میں عبدالرحمن الناصر نے یہ عہدہ سعید بن حریر کے سپرد کیا تھا۔

المقری کہتے ہیں کہ اندلس میں صاحب الشرطہ کو"صاحب المدینہ"اور صاحب اللیل" بھی کہا جاتا تھا۔اور بعض ادوار میں اس کا مرتبہ اس قدر بلند ہو گیا کہ وہ بغیر بادشاہ کی اجازت کے اس شخص کو قتل کروا سکتا تھا جس کا قتل لازم ہو چکا ہو۔وہ زنا، مے نوشی، کی حدیں جاری کرتا اور بہت سے شرعی امور میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔

صاحب الشرطہ کے ان اختیارات کا استعمال عادت بن چکا تھا۔اور انہیں قاضی (عدلیہ) کی رضامندی بھی حاصل تھی لیکن بہرحال عدلیہ کا مقام ان کی بہ نسبت زیادہ بلند اور قابل احترام تھا۔(تاریخ الاسلام ۲۰/۲۶۴.۲۷۱)۔

اندلس میں نظام عسس بھی موجود تھا جس کو دارین کہا جاتا تھا اندلس کے شہروں میں گلیاں ہوتی تھیں جن کے دونوں طرف دروازے ہوتے۔نماز عشاء کے وقت یہ دروازے بند کر دیے جاتے اور پولیس کا آدمی گلی کی حفاظت کرتا۔اس کے ساتھ ہی ہر دروازے پر بھی جلا رہتا تھا۔

اندلس کا نظام اور مصارف:

الشرطہ کا نظام بہت اہم انتظامی اداروں میں سے ایک تھا۔اس ادارہ کا سربراہ کسی صاحب حیثیت اور مضبوط شخص کو مقرر کیا جاتا ہے۔نظم ونسق کی حفاظت اور جرائم پیشہ لوگوں اور فساد اور بد انتظامی کرنے والوں کی نگرانی اس ادارہ کی ذمہ داری تھی۔ابن خلدون بیان کرتے ہیں کہ عباسی دورِ حکومت میں شرطہ کا کام یہ ہوتا تھا کہ وہ جرائم سے متعلق تحقیقات کرتا اور اس کی پوری تفتیش کرتا اور حدود کا نفاذ عمل میں لاتا اور قرآئن اور حالات کی مناسبت سے جبر کر کے اقرار حاصل کرتا۔غرض حدود اور فوجداری جرائم کی دیکھ بھال شرطہ کی ذمہ داریاں تھیں۔

صاحب الشرطہ کا مرکزی مقام دارالسلطنت ہوتا اور ہر شہر میں اس کا ایک نائب متعین ہوتا جس کی ذمہ داری ہوتی کہ امن وامان قائم رکھے۔نظم ونسق بحال رکھے۔اور قاضی اور محتسب کے کام میں ان کی مدد کرے اور ان کے احکامات پر عمل درآمد کرائے رات کی چوکیداری کے فرائض انجام دے۔

حکومت شرطہ کے لوگوں پر بڑی توسع کے ساتھ صرف کرتی تھی۔انہیں بڑی بڑی تنخواہیں ملتی تھیں۔حتیٰ کہ بغداد کے صاحب الشرطہ کی تنخواہ وہاں کے ولی کے برابر ہوتی تھی۔اور مرکزی حکومت میں دارالسلطنت کے نظم ونسق کی حفاظت کی ذمہ داری صاحب الشرطہ کی ہوتی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھیں۔اولاً شرطہ قضاۃ کے تابع تھی اور اس وقت شرطہ کا کام مجرموں کو گرفتار کر کے ان پر حدود جاری کرنا اور قاضی کے فیصلوں کو نافذ کرنا ہوتا تھا۔لیکن بعد میں شرطہ کے ادارہ کو قضاۃ سے علیحدہ کر کے والی کے ماتحت کر دیا گیا اور ہر طرح کے جرائم کی تفتیش اس کی ذمہ داری قرار دیا گیا۔(تاریخ الاسلام ۲۷۸/۳).

جو شہر اپنی اہمیت کے لحاظ سے کسی عامل یا خلیفہ کے نمائندہ کا مرکز قرار پاتا وہاں شرطہ کا بھی ایک دستہ مقرر کیا جاتا تھا۔اوران کے علاوہ وہ چھوٹے شہروں میں پولیس کی ایک جماعت ہوتی جس کا نام معونہ ہوتا اس کے افراد بھی وہی فرائض انجام دیتے جو شرطہ انجام دیتا تھا۔اس کے سربراہ کو عام طور پر صاحب المعونہ اور مصر میں والی الاحداث والمعاون کہتے تھے۔اپنے ماتحت علاقے کی نگرانی وانتظام اور جرائم کی روک تھام کے لئے راتوں کو گشت لگاتے۔(الحسظظ المقریزیہ، ۲).

جس شہر میں والی یا امیر کا قیام ہوتا وہاں قیام امن کی ذمہ داری صاحب الشرطہ کی ہوتی جب کہ دوسرے شہروں میں یہ فریضہ صاحب المعونہ انجام دیتا تھا۔(الحضارۃ الاسلامیہ، ۲۷۹/۲).

بہر حال جرائم کی تحقیقات کرنا الشرطہ کا اہم فریضہ تھا۔اور عموماً مجرم کو سزا دینا بھی ان کے فرائض میں داخل ہوتا تھا۔اس کا فیصلہ عادۃ جاریہ (عرف) کے مطابق ہوتا تھا۔اس کے مقابلے میں قاضی اور محتسب اپنے فیصلے شرع کے مطابق کرتے تھے۔صاحب الشرطہ کا حلقہ اقتدار قاضی کے حلقہ اقتدار سے وسیع تر ہوتا تھا۔اور ماتحت افسروں کی دی ہوئی اطلاع پر مظلوم کی فریاد کا انتظار کئے بغیر از خود تحقیقاتی کاروائی شروع کر سکتا تھا لیکن قاضی کو یہ اختیار نہ تھا۔اور مشتبہ اشخاص کو قید کرنے اور ان سے اعتراف جرم کرانے کے لئے ان پر سختی کرنے کا بھی اختیار تھا۔(اس کے باوجود کہ جبری اقبال واقرار شرعاً ناجائز ہے۔) (ابویوسف (کتاب الخراج) ص ۱۰۷).

اس کے علاوہ وہ ذمی کی اور دیگر ایسے لوگوں کی شہادت بھی لے سکتا تھا جن کی شہادت محکمہ قضاۃ میں قابل سماعت نہیں ہے۔اسی طرح وہ ایسے مظالم کے خلاف بھی شکائتیں سن سکتا تھا جن کے لئے حدود موجود ہیں یا خاص سزا مقرر ہے جو لوگ صاحب الشرطہ کے عہدے پر مامور ہوتے تھے وہ اکثر اپنے مظالم اور بدیانتی کے لئے بدنام ہوتے تھے۔(اردو دائرہ معارف الاسلامیہ (زیر مادہ شرطہ)۔

چوتھی صدی ہجری:

چوتھی صدی ہجری میں علمائے شریعت شرطہ کے اعمال پر اثر انداز ہوئے اور انہوں نے شریعت کی روشنی میں ''شرطہ'' کے کردار کو منضبط کرنا چاہا۔ان کی مساعی کے نتیجہ میں خلیفہ مقتدر نے عین طولونی کو جو بغداد کا صاحب الشرطہ تھا، حکم دیا کہ فقہاء کی مجالس میں لوگوں کی دادرسی کی جائے اور وہ ظلم وستم کے ہر معاملہ کی دیکھ بھال کریں اور اس کے بارے میں فتویٰ دیں۔چنانچہ اس کام کے لئے فقہا مقرر ہوئے جو اصحاب الشرطہ کی کارکردگی کی نگرانی کرتے تھے تاکہ ان کا طرز عمل شریعت کے مطابق رہے۔

اسی طرح خلیفہ حاکم نے پولیس (شرطہ) کے نظام میں یہ اصلاح کی کہ ہر پولیس اسٹیشن پر دو عادل گواہ موجود رہیں اور جس مجرم کو کوئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سزادی جائے وہ ان کی توثیق کے بعد دی جائے۔ بہر حال مذکورہ بالا دونوں اصلاحات زیادہ کامیاب نہیں ہوئیں۔ (الحضارۃ الاسلامیہ (عربی ترجمہ) ۱/۲۲۸)۔

۳۲۹ھ میں صاحب الشرطہ اور قاضی میں اختصاص (JURISDICTION) کا اختلاف پیدا ہوا۔ کیونکہ صاحب الشرطہ نے کوئی ایسا حکم دیا تھا جو اس کے دائرہ اختیار میں نہیں تھا۔ قاضی نے اس کے حکم پر اعتراض کیا۔ لیکن وزیر نے مداخلت کرتے ہوئے یہ کہا کہ دونوں محکموں کو ایک دوسرے پر اعتراض کا اختیار نہیں ہے۔

بہر حال چوتھی صدی ہجری کے اختتام تک قاضی نے اصحاب الشرطہ کو شریعت کے معاملات میں بولنے سے منع کر دیا اور خلیفہ کی طرف سے حکم جاری ہوا کہ آئندہ مظالم کے مقدمات کی سماعت بھی قاضی کے دائرہ اختیار میں ہوگی۔ (الحضارۃ الاسلامیہ ۱/۲۲۸).

مکتفی باللہ کے زمانے کا ایک واقعہ:

مکتفی باللہ کے زمانے کا ایک واقعہ ہے کہ چوروں نے بہت بڑی مالیت کا سامان چرایا جس کی رپورٹ خلیفہ کو بھی دی گئی۔ خلیفہ نے صاحب الشرطہ کو حکم دیا کہ کسی طرح چوروں کا پتہ لگایا جائے۔ چنانچہ اس نے شب و روز اس واقعہ کی تحقیق کے لئے گشت شروع کی۔ گشت کے دوران اس کا ایک گلی سے گزر ہوا جو آگے سے بند تھی اور جس کے مقیم کچھ زیادہ خوشحال نہ تھے اور اس گلی میں مچھلیوں کے چھلکے بہت کثیر تعداد میں پڑے ہوتے تھے۔ اس نے اندازہ لگایا اور پتہ کیا کہ یہ تقریباً ایک انبار مچھلیوں کے چھلکے ہو سکتے ہیں۔ اس پر اس کو شبہ ہوا اور اس نے اپنی پولیس کے دستہ میں سے ایک آدمی کو بھیجا کہ جا کر اس گلی کے حالات کی تحقیق کرے۔ اس نے جا کر ایک دروازہ کھٹکھٹایا جس میں سے ایک عورت باہر آئی۔ پولیس کے آدمی نے اس سے کہا کہ میں بہت پیاسا ہوں مجھے پانی پلائیں، وہ پانی پیتا جاتا تھا اور اس عورت سے ایسے سوالات کرتا تھا جس سے اس چوری کے واقعہ پر روشنی پڑے۔ اس عورت نے بیان کیا ہے سامنے کے گھر میں پانچ نوجوان تاجر آ کر ٹھہرے ہوئے ہیں جو دن کو سارا دن گھر میں رہتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اور شطرنج کھیلتے ہیں اور رات کو کر کھر میں موجود اپنے مکان میں چلے جاتے ہیں۔ اس پر صاحب الشرطہ کو یقین ہو گیا کہ وہی چور ہیں، چنانچہ اس نے پولیس کا دستہ مکان کے گردونوح میں چھپا دیا اور جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو اچانک ان کو گرفتار کر لیا اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ وہی چور تھے جنہوں نے بہت سارا مال چرایا تھا۔ (الطرق الحکمیہ، ص ۴۴-۴۵)۔

نظامِ مظالم:

”ظلم“ ایک ناپسندیدہ فعل ہے، اور ایک ایسا وصف ہے جس سے طبیعت سلیمہ اباء کرتی ہے اور فطرت مستقیم انکار کرتی ہے۔

”ظلم“ کے لغوی معنی ہیں۔

”وضع الشئی فی غیر محلہ“

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(اصلاً اور بطور استحقاق جہاں سے جس شئے اور جس امر کو ہونا چاہیئے، وہاں سے اسے ہٹا دینا ظلم ہے۔)

غرض ظلم کی اصل زیادتی، ناانصافی اور حد سے گزر جانا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ "ان الشرک لظلم عظیم".

روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت بن مسعودؓ اور سلمان نے بیان کیا کہ ظلم سے مراد "المیل عن القصہ" درمیانی راہ سے ہٹ جانا ہے۔

وضو کے بارے میں وارد حدیث میں ہے کہ:

"فمن زاد اونقص فقد اساء وظلم".

(یعنی جس نے اضافہ کیا یا کمی اس نے بُرا کیا اور ظلم کیا۔)

بُرا اس لئے کہ سنت کو ترک کیا اور شریعت کے مقرر کردہ آداب کو ملحوظ نہیں رکھا اور ظلم اس بنا پر ہوا کہ اس نے اپنے آپ کو مسنون عمل کے ثواب سے محروم کرلیا۔

الماوردی نے ظلم کے شرعی معنی ان الفاظ میں بیان کئے ہیں:

"وفی الشریعة عبارة عن التعدی عن الحق الی الباطل وهو الجور وقیل هو التصرف فی ملک الغیر ومجاوزة الحد". (محمد علی تهانوی: اصطلاحات الفنون، ماده ظلم).

ظلم کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ ناانصافی کے ساتھ حق کو چھوڑ کر باطل کا اختیار کرے اور زیادتی کرے۔ کسی نے کہا ہے کہ کسی دوسرے کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف اور حد سے تجاوز ظلم ہے۔)

مظالم مظلمة کی جمع ہے۔ مظلمہ وہ حق ہے جو کسی کا کسی ظالم کے پاس ہو اور وہ اس کے حصول کا مطالبہ کر رہا ہوں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ:

"تظلم فلان الی الحاکم من فلان فظلمه تظلیما ای الضفه من ظالمه واعانه علیه" (لسان العرب: ماده ظلم).

(یعنی اس نے حاکم کے پاس ظلم کی شکایت کی اور حاکم نے اسے اس کے ظالم سے انصاف دلوایا اور ظالم کے خلاف اس کی مدد کی۔

اصطلاحی تعریف:

الماوردی اور ابو یعلی نے مظالم کی یہ تعریف کی ہے۔ "نظر المظالم هو قود المتظالمین الی التناصف بالرهبة وزجر المتنازعین عن التجاحد بالهیبة". (الماوردی. الاحکام السلطانیه الباب السابع: ص ۷۷ مصر الطبعة الثالثه ۱۹۷۳ ابو یعلی الاحکام السلطانیه الطبعته الثالثه ص ۷۳ ۱۹۷۳).

(ولایت مظالم سے مراد یہ ہے کہ آپس میں تعدی اور ظلم کرنے والے ہر دو فریق کو جبر اور دبدبے کے ساتھ انصاف کے لئے پیش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا جائے اور جھگڑے کے فریقوں کو حکومت کے دبدبہ کے ذریعہ انکار اور گریز سے باز رکھا جائے۔

محمد سلام مذکور نے مظالم کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"وھی سلطة قضائية اعلی من سلطة القاضی والمحتسب فھی تنظر من المنازعات مالا ینظرہ القاضی، بل ھی تنظر ظلامة الناس منه، فھی وظیفة ممتزجة من سطوة السلطانیه ونصفة القضاء، وھی فی اصل وضعھا داخلة فی القضاء، ویسمی متو لیھا صاحب المظالم، وینظر والیھا ظلامات الناس من الولاة والجباة واحکام اومن ابناء الخلفاء اوالامراء اوالقضاة. (محمد فاروق النھان .نظام الحکم فی الاسلام، ص ٦٦٧، طبع جامعة الکویت).

یہ ایک عدالتی اختیار ہے جو ایک درجہ میں قاضی اور محتسب کے اختیار سے بالاتر ہے۔ (والی مظالم) لوگوں کے ظلم اور ناانصافیوں کا جائزہ لیتا ہے اور ایسے منازعات کا بھی جائزہ لیتا ہے جس کا قاضی جائزہ نہیں لے سکتا۔ دراصل یہ قضا اور حکومت دونوں کا مرکب منصب ہے۔ اگرچہ یہ اپنی شناخت کے لحاظ سے قضا ہی میں داخل ہے۔ بہرحال اس کے متولی کو "صاحب المظالم" کہا جاتا ہے، جو والیوں، ٹیکس وصول کنندگان، حکام اور خلفاء یا امراء یا قاضیوں کے متعلقین اور ان کی اولاد کی جانب سے ہونے والی ناانصافیوں کا جائزہ لیتا ہے اور ان کا تدارک کرتا ہے۔

شیخ محمد ابوزہرہ کہتے ہیں کہ:

"ولایة المظالم کولایة القضاء وکولایة الحرب، وکولایة الحسبة، جزء مما یتولاہ ولی الامر الاعظم، ویقیم فیه نائبا عنه ممن یکون فیه الکفایة والھمة لادائه، ویسمی المتولی لامر المظالم ناظر اولا یسمی قاضیا، وان کان له مثل سلطان القضاء ومثل اجراء انه فی کثیر من الاحوال، ولکن عمله لیس قضا ئیا خالصا، بل ھو قضائی وتنفیذی، فقد یعالج الامور الواضحة بالتنفیذ او با لصلح او بالعمل الخیر یردبه لصاحب الحق حقه، فھو قضاء احیانا او تنفیذ اداری أحیا نا اخری". (نظام الحکم فی الاسلام ص ٦٦٧، سلیمان الطماوی: السلطات الثلاث ص ٤٤٨، الطبعه الرابعه .القاھرہ ١٩٧٩ء).

(ولایت مظالم اسی طرح ہے جیسے ولایت قضاء، ولایت حرب اور ولایت حسبہ یہ ولایت بھی امر عظیم (سربراہ حکومت کا منصب) کا ایک حصہ ہے) اور وہ اس معاملہ میں ایسا شخص اپنا نائب مقرر کرے گا جو باصلاحیت اور باہمت ہو۔ امر مظالم کے متولی کو قاضی نہیں کہا جاتا بلکہ "ناظر" کہا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کا اختیار قضاء کے اختیار کی طرح ہے اور اس کے اکثر اقدامات بھی قضاء جیسے ہوتے ہیں مگر پھر بھی اس کا عمل خالص قضائی (عدالتی) نہیں ہے۔ بلکہ اس کا عمل قضا اور تنفیذ سے ملا ہوا ہے۔ وہ بیشتر واضح امور کو نافذ کراتا، یا مصالحت یا رفاہی عمل کے ذریعہ صاحب حق کو اس کا حق دلواتا ہے جو کبھی قضائی (عدالتی) معاملہ ہوتا ہے اور کبھی انتظامی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پروفیسر سلیمان محمد طماوی ولایت مظالم کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

''نشات هذه الولاية تدريجيا، وفيما من خصائص القضاء والتنفذمعا: فوالی المظالم قد يعرض لختم المنازعات التي يعجزعن نظرها القضاء وقد ينظر في الاحكام التي لا يقتنع الخصوم بعد التها، ولكن السبب الاصيل النشاة هذا النظام، هو بسط سلطان القانون على كبار الولاة ورجال الدولة عن قد يعجز القضاء عن الخضا عهم لحكم القانون.'' (السلطا ت الثلاث ص ۴۴۷).

(یہ ادارہ تدریجاً وجود میں آیا ہے۔اس میں قضاء اور تنفیذ کی ملی جلی خصوصیات موجود ہیں، چنانچہ والیٔ مظالم بسا اوقات ان منازعات کا بھی سد باب کرتا ہے جن پر غور سے قضاء عاجز ہوتی ہے اور بعض اوقات ان فیصلوں کی بھی جانچ پڑتال کرتا ہے جن میں انصاف کی تعمیل سے فریق نزاع مطمئن نہ ہوں۔اس نظام کی تشکیل کا اصل مقصود ایسے بڑے بڑے حکمرانوں اور حکومت کے عہدے داروں تک کو قانون کی بالادستی کے تحت لے آنا ہے جن کو تابع قانون کرنے سے قضاء عاجز ہو۔

سنت نبوی سے رفع مظالم کا ثبوت:

اللہ سبحانہ نے انسان کی ساخت اور سرشت میں نیکی اور بدی کا شعور پیوست کردیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جھوٹ، چوری اور ظلم جیسی بعض برائیاں ایسی ہیں جن سے انسان طبعاً متنفر ہوتا ہے اور ان کے تدارک اور استیصال کی سعی کرتا ہے۔

اسلام سے قبل اہل عرب میں جہاں ظلم وستم اور جور وتعدی عام تھا وہاں بیشتر اوقات بعض حساس قلت اس صورت حال پر رنجیدہ بھی ہوا کرتے تھے۔اور اس کے سد باب کی عملی سعی وتدبیر بھی کیا کرتے تھے۔چنانچہ اسی طرح کا ایک واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت طیبہ سے بیس سال پہلے پیش آیا تھا۔اس وقت آپ کی عمر مبارک ۲۵ برس تھی۔(الماوردی الاحكام السلطانيه ۷۱).

یہ ایک معاہدہ ہے جو تاریخ میں ''حلف الفضول'' کے نام سے مشہور ہے اور عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ہوا تھا۔جس مین سرداران قریش نے قسمیں کھائی تھیں کہ آئندہ کوئی ظالم کسی مظلوم پر زیادتی نہیں کرے گا۔(ابن الاثير، البداية النهايه ۲/۲۹۱، بیروت ۱۹۷۸ء).

اور جو مظلوم شخص مکہ کی سرزمین میں داخل ہوگا وہ اس کی مدد کریں گے۔(عبدالملك بن هشام سيرة النبی ۱/۱۴۵. تحقيقي محی الدين عبدالمحيد، طبع دار الفكر).

عبداللہ بن جدعان بہت سخی تھا، بہت کثرت سے لوگوں کو کھانا کھلاتا تھا حتیٰ کہ اس کی یہ کرم نوازیاں جزیرہ نمائے عرب سے نکل کر شام تک پہنچ گئی تھیں۔(علی بن برهان الدين الحلی، السيرة الجليه، ۱ ۲۱۱، بیروت ۱۹۸۰ء).

یہ معاہدہ ''عرب فجار'' کے چار ماہ بعد ہوا تھا اور عرب کا سب سے معزز مکرم اور قابل احترام معاہدہ تھا۔(البدايه المفصل فی ۲/۲۹۱).

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہی وجہ ہے کہ قریش نے اس واقعہ کو تاریخ بنالیا تھا۔(جوادعلی تاریخ العرب قبل الاسلام ۸،بیروت الطبقہ الثانیہ ۱۹۷۸ء).

ایک طرف عرب کے سنجیدہ لوگ لوٹ مار کے واقعات سے پریشان تھے،اوردوسری جانب حرب فجار کا اثر باقی تھا کہ زبیر بن عبدالمطلب نے سرداران قریش کو اس طرح کا ایک عہد کرنے کی دعوت دی۔اوراس کا فوری سبب یہ بنا کریمن کے علاقے زبید سے ایک شخص سامان تجارت لے کر آیا جو عاص بن وائل نے خریدلیا۔لیکن بعد میں نہ قیمت ادا کی اور نہ سامان واپس کیا۔اس نے اس زیادتی اور ظلم کی قبائلی عرب سے شکایت کی مگرانہوں نے شکایت دور کرنے کے بجائے الٹا اسے ڈرایا اور دھمکایا اوراس پر یہ زبیدی شخص طلوع شمس کے وقت ابوقبیس پہاڑی پر چڑھ گیا۔قریش کے لوگ کعبہ کے گرد اپنی مجالس میں بیٹھے ہوئے تھے اس نے بلند آواز سے یہ اشعار پڑھے۔(البدایۃ ۲/۲۹۱)۔

یاٰل قصی لمظلوم بضاعته ببطن مكة نائی الدار و النفر

والشعت محرم لم تقض حرمته بين المقام و بين الحجر

اقائم من بنی سهم بذمتهم اوذاهب فی اضلال مال معتعمر

اے آل قصی اس مظلوم کی امداد کروجس کا مال مکہ میں ہے وہ اپنے گھر اور رشتہ داروں سے بہت دور ہے مقام ابراہیم اور حجر اسوداور حرم کے درمیان بغیر احرام کھولے پراگندہ حال کھڑا ہے۔کیا بنی سہم میں سے کوئی شخص اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگا؟ یا ایک عمرہ کرنے والے کا مال یونہی برباد جائیگا۔

اس کے بعد ایک اور واقعہ ہوا۔قیس بن شیبہ سلمی نے اپنا مال ابی بن خلف کے ہاتھ فروخت کیا وہ مال دبا بیٹھا اور قیمت دینے سے انکار کردیا اس نے بنی جمع کے ایک شخص سے اعانت چاہی۔اس نے اعانت نہ کی تو قیس نے یہ شعر کہا۔(بحر رجز)۔

یاٰل قصی كيف هذا فی الحرم وحرمة البيت وأحلاف الكرم

اظلم لا يمنع عنی من ظلم

اے آل قصی حرم اور بیت محترم اور شرافت کے حلیفوں میں یہ کیا بات ہے۔کہ مجھ پر ظلم ہوا اور کوئی ظالم کی خبر نہ لے۔

ان كام جارک لم ينفعک ذمة دقه شربت بكاس الذل انضاسا

فات البيوت و كن من اعلها صدا لاتلق تاديبهم فحشا ولا. باسا

ومن يكن بفناء البيت معتصما يلق ابن حرب ويلق المرء عباسا

قومی قريش با خلاق مكملة بالمجه والحزم ماعشاو ماساسا

ساق الحجيع وهذا اناشر فلج والمجد يورث اخماساو اسه اسا

(اگر پڑوسی کا عہد تیرے لئے نافع نہ ہوا،اگر تجھے ذلت کے گھونٹ پینے پڑے تو ان گھر والوں کو دیکھ جن کو معاشرت میں تو بدکلامی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یا خوف نہ پائے گا جو شخص بیت اللہ کے صحن میں آ کر سہارا ڈھونڈے گا۔ اس کو ابن حرب اور عباس جیسا مرد ملے گا۔ میری قوم قریش حصائل حمیدہ سے مکمل ہے جیتے جی اور جب تک سرداری کرے گی۔ شرافت اور احتیاط سے کام لینے والی ہے حاجیوں کی ساقی ہے اور یہ ایک مشہور عزت ہے۔ شرافت کسی کو میراث میں پانچواں حصہ ملتی ہے کبھی چھٹا۔)

ابوسفیان اور عباس بن عبدالمطلب نے کوشش کر کے اس کا مال واپس دلا دیا۔(**الماوردی الاحکام السلطانیہ ، ص ۷۸ ، ۷۹**).

اس واقعہ کے بعد بنو ہاشم بنو زہرہ اور بنو تیم عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اور انہوں نے عہد کیا کہ مکہ کے مظلوموں کی دادرسی کریں گے، کمزوروں اور مسکینوں کی مدد کریں گے اور ان کے حقوق کی حفاظت کریں گے اور جو شخص کسی کا مال لے لے گا تو اس کا مال واپس دلوائیں گے۔(**تاریخ العرب قبل الاسلام ۸۶/۴، ۸۷،ابن سعد ، الطبقات الکبری ۱۶۸/۱ /بیروت**).

چونکہ یہ دادرسی ، انصاف کی فراہمی ،عدل گستری اور اصلاح احوال کی عملی صورت تھی ،اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں خوشی اور مسرت کے ساتھ شرکت فرمائی ،اور بعد میں بھی آپ اس کا ذکر فرما کر کہتے کہ:

"لقد شهدت في دار عبدالله بن جدعان حلف الفضول مالو رعيت لاجيب وما احب ان لي به حمرز النعم".

(تاريخ العرب قبل الاسلام ۸۶/۴، ۸۷،ابن سعد ، الطبقات الكبرى ۱۶۸/۱ /بيروت).

میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں حلف الفضول کے معاہدے میں شریک ہوا تھا۔(یہ ایسا عہد تھا کہ) اگر مجھے اب بھی اس کی دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کرلوں اور اسے بدلے میں سرخ اونٹ بھی لینا پسند نہ کروں حلف الفضول کے واقعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے قبل شرکت فرمائی تھی ،مگر نبوت کے بعد آپ نے اس کا ستائشی الفاظ میں ذکر فرمایا اس لئے اس واقعہ کو تشریعی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔

مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست قائم ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی صحابہ کرام کے درمیان فیصلے فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت مسلمانوں کے درمیان ایک دوسرے پر اعتداء اور ظلم کا تصور تک نہ تھا۔ زندگی سادہ تھی اور مسلمانوں میں معاشرتی اور قانونی مساوات تھی اور ان کی زندگیوں میں باہم کوئی فرق نہیں تھا۔

اس لئے منظم صورت میں ''ولایت مظالم'' وجود میں نہیں آئی تھی۔ صحابہ کرام ہر طرح کے فیصلوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور اگر کہیں پر کوئی زیادتی ہوتی تھی تو آپ اس کا تدارک فرماتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''رفع مظالم'' کے سلسلے میں متعدد مواقع پر زبانی بھی تلقین فرمائی اور عملاً بھی ظلم کا سدباب کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"انصر اخاك ظالما او مظلوما قالوا يارسول الله صلى الله عليه وسلم هذا ننصره مظلوما فكيف ننصره ظالما قال تاخذ فوق يديه".

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(اپنے بھائی کی مدد کرو، ظالم ہو یا مظلوم، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم کی مدد کرنا تو درست مگر ہم ظالم کی کس طرح مدد کریں، آپ نے فرمایا کہ اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لو)۔

رفع مظالم کی ایک واضح مثال عبداللہ بن زبیر کا واقعہ ہے جو ہم یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں:

"عن عبدالله بن الزبير انه حدثه ان رجلا من الانصار خاصم الزبير عند النبي صلى الله عليه وسلم في شراج الحرة التي يسقون بها النخل فقال الانصاری شرج الماء يمر فابى عليه فاختصما عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم للزبير اسق يازبير ثم ارسل الماء الىٰ جارک فغضب الانصاری فقال ان كان ابن عمتک فتلون وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال اسق يازبير ثم اجس الماء حتى يرجع الى الجدر فقال الزبير والله انى لاحسب هذه الاية نزلت فى ذالک فلاوربک لايؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم". صحيح البخاری بحاشيه السندی، انمساقاة، باب شرب الاعلىٰ الى العكبين، ۵۲/۲، بيروت). سنن ابى داؤد، الاقضية، ابواب من القضاء، ۱۲۳/۲ بيروت. سنن النسائى بشرح السيوطى، الاقضية، الرخصة للحاكم الامين، ۲۳۸/۸، الطبة الاولىٰ، ۱۹۳۰ء بيروت، مسنداحمد بن حنبل ۵/۴. طبع بيروت سنن ابن ماجه، مقدمه، ص ۳، طبع كراچی).

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زبیر بن عوام سے حرہ کی ندی میں جھگڑا کیا۔ جس کا پانی (مدینہ کے لوگ) کھجور کے درختوں کو دیا کرتے تھے۔ انصاری (زبیر سے) کہنے لگے پانی کو بہنے دو (روکتے کیوں ہو) زبیر نے نہ مانا پھر دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا۔ آپ نے زبیر سے فرمایا اے زبیر اپنے درختوں کو پانی پلا لے۔ پھر اپنے ہمسایہ کی زمین میں پانی چھوڑ دے۔ یہ سن کر انصاری غصے ہوا کہنے لگا کیوں نہیں، زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں نا۔ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ فرمایا اے زبیر اپنے درختوں کو پانی پلا، پھر روکے رکھ، یہاں تک منڈیروں تک بھر آئے زبیر نے کہا قسم خدا کی میں سمجھتا ہوں۔ (سورہ نساء) کی یہ آیت (قسم تیرے مالک کی، ان کا ایمان پورا نہ ہوگا جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھ کو فیصلہ کرنے والا نہ بنائیں۔ اسی بارہ میں نازل ہوئی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ اہتمام فرمایا کہ اگر کسی پر کسی نے کوئی زیادتی کی ہے تو اس کی تلافی کردی جائے بلکہ متعدد مواقع پر سرکار دوعالم نے اپنی ذات اطہر کو بدلہ کے لئے پیش فرمایا۔ اس سلسلے کے کئی روح پرور اور ایمان افروز واقعات عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں "باب قود النبی من نفسه" میں بیان کئے ہیں۔ (مصنف عبدالرزاق ۹/ ۶۵ . ۷۰).

ان میں سے بعض واقعات ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

"عن ابى سعيد الخدرى قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من منزلة يريد الصلاة، فاخذ رجل بزمام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نـاقة، قـال حاجتى يارسول الله فقال النبى صلى الله عليه وسلم دعنى فستدرک حاجتک ففعل ذالک، ثلاث مـرات والـرجل يابى، فرفع النبى صلى الله عليه وسلم السوط فضربه ، وقال دعنى ستدرک حاجتک فصلى بـالـنـاس ،فلما فرع قال أين الرجل الذى جلدت انفا ؟ قال . فنظر الناس بعضهم الى بعض وقالوا من هذالذى جـلده رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء الرجل من آخر الصفوف ،فقال اعوذبالله من غضب الله وغضب رسـول فـقال له النبى صلى الله عليه وسلم ادن فاقتص فرمى اليه بالسوط، قال بل اعفو ، قال او تعفو فقال انى قد عفوت ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذى نفسى بيده لا يظلم مؤمن مومنا ، فلا يعطيه مظلمة فى الـدنيـا الا انتـقم الله له من يو القيامة ، قال فقال ابو ذريانبى الله اتذكر ليلة كنت أقودبک الراهلة فاذا قد نتها ابطا ت، واذا سقتها اعترضت ،وانت ناعس عليها ، فهفقت رأسک بالمخففة، وقلت اليک اياک القوم قال نـعـم قـال فـاستقه منى يارسول الله صلى الله عليه وسلم قال بل اعفواقال بل استقدمنى احب الى قال فضربه النبى صلى الله عليه وسلم ضربة بالسو ط رايته يتصور منها .''

(حضرت ابوسعید خردی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فرودگاہ سے نماز کے لئے باہر تشریف لائے، ایک شخص نے آپ کی ناقہ کی زمام پکڑ لی، اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ایک حاجت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت مجھے چھوڑ دو تمہاری ضرورت پوری کردی جائے گی۔ آپ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی مگر وہ شخص نہ مانا۔ آپ نے اپنا کوڑا اٹھایا اور اسے مار دیا اور فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ تمہاری ضرورت پوری ہو جائے گی۔ پھر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

نماز سے فارغ ہو کر آپ نے استفسار فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جسے میں نے ابھی کوڑا مارا تھا۔ اس پر لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور پوچھنے لگے کہ وہ کون صاحب ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی کوڑا مارا تھا۔ وہ شخص صفوں کے آخر میں سے آیا اور اس نے کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لو قریب آ جاؤ اور اپنا بدلہ لے لو۔ اور آپ نے اپنا کوڑا اس کی طرف پھینک دیا۔ اس نے کہا کہ جی نہیں۔ میں نے معاف کیا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تم معاف کر دو گے؟ اس نے کہا میں نے معاف کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ کوئی مومن ایسا نہیں ہے کہ وہ دوسرے اہل ایمان پر کوئی زیادتی کرے اور پھر دنیا ہی میں اپنی اس زیادتی کی تلافی نہ کرے۔ الا یہ کہ اللہ ضرورت روز قیامت اس سے اس کا بدلہ لے گا۔ اس پر حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ اے اللہ کے نبی، کیا آپ کو یہ شب یاد ہے جب میں آپ کی سواری لے کر جا رہا تھا جب میں اس کو کھینچتا تھا تو وہ رک جاتی تھی اور جب میں اسے پانی پلانا چاہتا تھا تو وہ پانی نہیں پیتی تھی۔ اور آپ اس پر نیم خوابیدہ حالت میں تشریف فرما تھے میں نے آپ کے سر کو چھڑی سے چھو کر کہا تھا کہ آپ سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں۔ آپ نے فرمایا ہاں، اس پر ابوذ نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیجئے پھر آپ مجھ سے بدلہ لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں معاف کرتا ہوں۔ابوذر نے کہا کہ نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ سے بدلہ لے لیں یہی مجھے پسند ہے۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادل ناخواستہ حضرت ابوذر کو کوڑا مارا۔

"عن الحسن ان النبی صلی اللہ علیه وسلم لقی رجلاً تضباً بصفرة ، وفی یدالنبی صلی اللہ علیه وسلم جریدة فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم حط ورس ، قال فطعن بالجدیدة فی بطن الرجل ، وقال الم انهک عن هذا؟ قال فأتر فی بطنه وما ادماها ، فقال الرجل القود یارسول اللہ فقال الناس امن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم تقتص ؟ فقال مابشرة أحد فضل اللہ علی بشرتی ، قال فکشف النبی صلی اللہ علیه وسلم عن طبنه ، ثم قال اقتص، فقیل (الرجل بطن) النبی صلی اللہ علیه وسلم ،وقال ادعها لک تشفع لی (بها) یوم القیامة."

(حضرت حسن سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شخص سے ملاقات ہوئی جس نے صفرہ (پیلا) خضاب لگایا ہوا تھا۔اس وقت آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی۔آپ نے اس سے کہا کہ یہ''درس (پیلا رنگ) ہٹادواور آپ نے وہ شاخ اس کے پیٹ میں چھبودی جس سے اس کے پیٹ پر نشان پڑ گیا مگر خون نہیں نکلا۔اس پر اس شخص نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدلہ۔لوگوں نے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بدلہ لوگے۔اس پر اس نے کہا کہ اللہ نے کسی بھی شخص کی جلد کو میری جلد پر فضیلت نہیں دی ہے۔اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بطن مبارک کھول دیا۔اور فرمایا کہ لو بدلہ لے لو۔اس پر اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن مبارک کا بوسہ لے لیا اور کہا کہ میں یہ آپ کے لئے چھوڑتا ہوں کہ روز قیامت یہ میری شفاعت کرے۔

"حدثنا حفص ابن میسرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خرج یوما عاصباً راسه بعصابة حمراء، متکئا. اوقال معتمداً ، علی الفضل ابن عباس فقال الصلاة جامعة فاجتمع الناس فصعدالمنبر وقال أحمد الیکم اللہ الذی لا الٰه الا هو ، وقد نامنی حقوق من بین اظهر کم فمن شتمت له عرضاً فهذا عرضی فلیستقد منه ومن اخذت له ما لا فهذا مالی فلیناً خذمنه ،ولا یقولن احدکم انی اتخوف الشحناء من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الا وانها لیست من طبیعتی ولا من خلقی وان احبکم الی من اخذ حقا ان کان له او حللنی ،فلقیت ربی وانا طیب النفس فقام رجل فقال انا اسالک ثلاثة دراهم فقال من این ؟ قال اسلفتکم یوم کذافا مرا الفضل بن عباس ان یقضیها ایاه ''.

(حفص بن میسرة سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ نے سر پر سرخ پٹی باندھی ہوئی تھی اور فضل ابن عباس کا سہارا لیا ہوا تھا۔آپ نے فرمایا، نماز تیار ہے،لوگ جمع ہوگئے۔آپ ممبر پر تشریف فرما ہوئے۔اور آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے اس ذات واحد کی ستائش بیان کرتا ہو جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تمہارے درمیان رہ کر مجھ سے کچھ حقوق متعلق ہوگئے ہوں گے۔اگر میں نے کبھی کسی کی عزت وناموس پر کوئی حرف زنی کی ہو تو وہ میری عزت وناموس سے اپنا بدلہ لے لے۔اگر میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے کسی کی پشت پر ضرب لگائی ہو تو وہ میری پشت پر ضرب لگا کر اپنا بدلہ لے لے اور جس کسی سے میں نے کوئی مال لیا ہو میرا مال حاضر ہے وہ اس میں سے لے لے۔ کوئی شخص یہ کہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت سے ڈرتا ہوں۔ سمجھ لو کہ یہ میرا مزاج نہیں ہے اور نہ ہی یہ میرا اخلاق ہے۔ تم میں سے مجھے زیادہ محبوب شخص وہی ہوگا جو مجھ سے اگر کوئی اس کا حق ہو تو وہ لے لے یا مجھے وہ حق معاف کر دے۔ تا کہ جب میں اپنے رب سے ملاقات کروں تو میں خوش دلی کے ساتھ ملاقات کروں۔ اس پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں آپ سے تین درہم مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ میں نے فلاں وقت قرض دیئے تھے۔ اس پر آپ نے فضل بن عباس کو حکم دیا کہ وہ اسے ادا کر دیں۔) (جاری ہے......)

نرخنامہ برائے اشتہارات

بین الاقوامی معیار کا تحقیقی سہ ماہی مجلہ

"المباحث الاسلامیہ (اردو)"

Ret List for Advertisement

Quarterly International Magazine

"ALMUBAHIS-UL-ISLAMIA"

(1) آخر صفحہ رنگین......4000 روپے (2) اندورن آخر صفحہ رنگین.......3000 روپے

(3) اندرون صفحہ اول رنگین......3,000 روپے (4) مکمل صفحہ سادہ.........1500 روپے

(5) آدھا صفحہ سادہ........1000 روپے (6) ایک تہائی صفحہ سادہ.......500 روپے

یہ پاکستان اور دنیا بھر کے لائبریریوں کا واحد منتخب اسلامی تحقیقی مجلہ ہے۔

اپنے کاروبار کی تشہیر کے لئے سہ ماہی مجلہ "المباحث الاسلامیہ (اردو)" میں اشتہار دے کر ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق بنیں۔

برائے رابطہ: دفتر جدید فقہی تحقیقات، جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

فون: 0928-331353 فیکس: 0928-331355

ای میل almubahisulislamia@yahoo.com

© rasailojaraid.com